SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, November 19, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاخذتهم الصيحة مصبحين O فما اغنٰی عنهم ما كانوا يكسبون O وما
خلقنا السموت و الارض و ما بينهما الا بالحق و ان الساعة لاتية فاصفح
الصفح الجميل O ان ربک هو الخلاق العليم O ولقد اتينک سبعا من
المثانی والقرآن العظيم O لا تمدن عينيک الی ما متعنا به ازواجا منهم
ولا تحزن عليهم واخفض جناحک للمومنين O وقل انی انا النذير ا
لمبين O كما انزلنا على المقتسمين O الذين جعلواالقران عضين O فو
ربک لنسئلنهم اجمعين O عما كانوا يعملون O فاصدع بما تومر و
اعرض عن المشركين O انا كفينک المستهزئين O الذين يجعلون مع
الله الها آخر فسوف يعلمونO

(۱۵ : ۸۳ ـ ۹۶)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, November 19, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاخذتهم الصيحة مصبحين O فما اغنٰى عنهم ما كانوا يكسبون O وما
خلقنا السموت و الارض و ما بينهما الا بالحق و ان الساعة لاتية فاصفح
الصفح الجميل O ان ربک هو الخلاق العليم O ولقد اتینٰک سبعا من
المثانی والقرآن العظيم O لا تمدن عينيک الى ما متعنا به ازواجا منهم
ولا تحزن عليهم واخفض جناحک للمومنين O وقل انى انا النذير ا
لمبين O كما انزلنا على المقتسمين O الذين جعلواالقران عضين O فو
ربک لنسئلنهم اجمعين O عما كانوا يعملون O فاصدع بما تؤمر و
اعرض عن المشركين O انا كفینٰک المستهزئين O الذين يجعلون مع
الله الها آخر فسوف يعلمونO

(۱۵ : ۸۳ _ ۹۶)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی سب موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے اور فیصلے کی گھڑی یقیناً آنے والی ہے پس اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، تم (ان لوگوں کی بیہودگیوں پر) شریفانہ درگزر سے کام لو۔ یقیناً تمہارا رب سب کا خالق ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ ہم نے تم کو سات ایسی آیتیں دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائی جانے کے لائق ہیں، اورتمہیں قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ تم اس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے، اور نہ ان کے حال پر اپنا دل کڑھاؤ۔ انہیں چھوڑ کر ایمان لانے والوں کی طرف جھکو اور (نہ ماننے والوں سے) کہہ دوکہ میں تو صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔ یہ اسی طرح کی تنبیہ ہے جیسی ہم نے ان تفرقہ پردازوں کی طرف بھیجی تھی جنہوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے۔ تو قسم ہے تیرے رب کی، ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

پس اے نبی، جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو۔ تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں۔ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی Interior Minister صاحب۔

OBITUARY

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: We get down to the worldly business, I think we should offer Fateha for the people who have been martyred this morning in the bomb blast, a disastrously act that took place in Egyptian Embassy. I think Maulana Hadi is here.

پروفیسر خورشید احمد: لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اس بات کا مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ وزیر داخلہ اس معاملے کے بارے میں ایوان میں بیان دیں اور جو صحیح صورتحال ہے اس کوایوان میں لائیں۔ اس لئے کہ بڑا اہم واقعہ ہے اور اسلام آباد کی security کا مسئلہ ہے ہماری ایک foreign embassy کے اندر اس قسم کے واقعہ کا ہونا، جانوں کا ضائع ہونا یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

Mr . Hussain Shah Rashdi: I would request that the grand mother of our Senator Ghulam Qadir Chandio has also expired. So, I suggest that Fatiha for her may also be offered.

پروفیسر خورشید احمد، ان کے لئے بھی فاتحہ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی مولانا صاحب آپ فاتحہ کریں۔

(At this stage Fateha was offered for the departed souls who have been martyred in the bomb blast in the Egyptian Embassy and also for the grand mother of Senator Ghulam Qadir Chandio).

Points of Order, Re:

1) the bomb blast in the Egyptian Embassy.

2) the arest of Mr. Shahbaz Sharif.

چوہدری محمد انور بھنڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی جناب بھنڈر صاحب .Point of Order۔

چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں جناب کے توسط اس ایوان میں یہ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ گزشتہ روز جو واقعہ اسلام آباد میں FIA نے رونما کیا اور جو آج اخبارات کی زینت بنا ہوا ہے ' میاں شہباز شریف جو کہ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ہیں' ان کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا' اس کے متعلق جناب والا! اس ہاؤس میں غور بہت ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید یہ اعتراض ہو کہ وہ صوبے کے لیڈر ہیں' لیکن جناب والا! وہ پاکستان کے ایک بڑے عظیم شہری ہیں اور جب وہ آئے تھے' جب وہ لندن سے یہاں آئے تو جو کچھ لاہور ایئرپورٹ پر جناب والا! ہوا وہ اس کی ابتدا تھی۔ اور جس طرح سے وہاں ان کو روکا گیا' ان کو اسی وقت گرفتار کیا گیا' اس کے بعد اسلام آباد لایا گیا' اور اسلام آباد میں جب ان کو عدالت میں پیش کیا گیا تو وہ بھی سب کے سامنے ہے کہ عدالت نے صبح جو ان کے اوقات تھے' ان سے بھی پہلے عدالت کو بلایا گیا' عدالت نے ریمانڈ دیا۔ چلیئے جناب وہ بھی بات گزر

گئی۔ لیکن جناب والا! جو کل واقعہ رونما ہوا ' جس ہٹ دھرمی سے اور جس ظالمانہ طریقے سے جناب والا! اس بیمار آدمی کو جو سال سوا سال کے قریب باہر علاج کے لئے رہا ہے' جس کی کمر میں تکلیف ہے اور جب وہ یہاں آتا ہے (گرفتار کیا جاتا ہے) ' مقدمے بناؤ ' مقدمے کو تو وہ face کرے گا' عدالتوں میں وہ جائے گا' عدالتوں میں پیش ہوگا' لیکن جناب ایک مریض کو' ایک مریض کو بھی جناب والا! ہر قسم کی سہولت دی جاتی ہے' لیکن جناب والا! آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ان کی کمر پر مکے لگائے گئے اور یہ کہا گیا کہ یہاں تمہیں درد ہوتی ہے۔ جناب والا! کہاں ہیں تمہارے human rights ' کہاں ہے جناب والا! انصاف۔ کیا یہ بات ہے کہ آخری دن جب آپ نے ریمانڈ لینا تھا تو آپ نے یہ سارا ظلم روا رکھا۔ یہ جناب والا! FIA کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے' ان کے لئے کوئی قانون نہیں ہے' ان کے لئے جناب والا! کوئی عدالت نہیں ہے کہ جو چاہیں ' جس وقت چاہیں جو چاہیں یہ کرلیں۔

جناب والا! مقدمے بنانے ہیں تو مقدمے بناؤ' مقدمے سے نہیں گھبراتے۔ جب وہ آئے تھے یہاں پر پاکستان تو انہوں نے کہا تھا کہ میں مقدمات کو face کرنے کے لئے آیا ہوں اور وہ face کریں گے مقدمات کو۔ لیکن جناب ظالمانہ طریقے سے یہ trial کرنا ' ظالمانہ طریقے سے کسی کو اس طرح سے اپنی حراست میں رکھ کر زد و کوب کرنا' اس طرح کا سلوک تو ایک عام آدمی سے بھی روا نہیں رکھا جاتا بہرحال وہ تو قوم کا ایک لیڈر ہے ۔ وہ حزب اختلاف کا لیڈر ہے ۔ وہ جناب والا! مسلم لیگ کا ایک لیڈر ہے ' ایک سیاسی جماعت کا لیڈر اور رہنما ہے ۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جانا ' یہ درست نہیں ہے ۔ کیا یہ FIA اس لئے بنائی گئی ہے ؟ کیا FIA کو جو خاص طور پر کیس دئے جاتے ہیں ' وہ اس لئے دئے جاتے ہیں کہ تم تشدد کرو' تم انسانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھو اور تم لوگوں کی تذلیل کرو ۔ جناب والا ! یہ ساری کارروائی تذلیل کرنے کے لئے کی گئی ہے ۔ ہمیں اس بات سے بڑا دکھ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں ایک شریف شہری کی عزت محفوظ نہیں ہے ' وہاں کسی کی عزت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی ہے۔ میں جناب سے یہ استدعا کروں گا کہ اس معاملہ پر موقع دیا جائے تا کہ اور دوست بھی اس پر اظہار خیال کر سکیں ۔ پروفیسر صاحب کا بھی خیال تھا کہ وہ بھی اظہار خیال کریں گے۔

جناب والا ! یہ ایک عام معاملہ نہیں ہے کہ جس پر ایک تحریک التوا پیش ہو یا تحریک استحاق پیش ہو ۔ یہ تو لوگوں کی عزت کا سوال ہے ۔شہری حقوق کا سوال ہے ۔ یہ بنیادی

حقوق کا سوال ہے ۔ یہ انسانی حقوق کا سوال ہے ۔ اس لئے میں آپ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ اس پر بحث کی جائے اور ان لوگوں کے خلاف جنھوں نے یہ ظالمانہ اور وحشیانہ حرکت کی ہے ، ان لوگوں کے خلاف action لیا جائے ورنہ پھر تو ان کو کھلی چھٹی مل جائے گی جس پر چاہیں یہ ظلم کریں گے ۔ اگر یہ شہباز شریف سے ایسا سلوک کر سکتے ہیں تو یہ ظالمانہ سلوک کسی بھی آدمی سے کیا جا سکتا ہے ۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس وحشیانہ سلوک کا خاطر خواہ طور پر کوئی سدباب ہو تاکہ آئندہ آنے والے وقت میں یہ ایسی حرکتیں نہ کر سکیں ۔

جناب چیئرمین۔ پہلے پروفیسر صاحب کی بات سن لیتے ہیں ۔ پھر گجکی صاحب کی بات سنتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایوان کے سامنے جو سب سے اہم مسائل ہیں ، وہ یہ دونوں ہیں ۔ پہلا مسئلہ تو وہ ہے جو آج افسوس ناک واقعہ مصری سفارت خانہ میں ہوا ہے جس کی بناء پر غالباً 14 جانیں تلف ہوئی ہیں اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد زخمی ہوئی ہے ۔پاکستان کی سر زمین پر ایسے واقعہ کا ہونا شرم ناک ہے ، قابل مذمت ہے ۔ اس شہر کی سیکورٹی کا جو نظام ہے ، وہ ہمیں سوچنے پر مجبورکر رہا ہے کہ اسلام آباد جو پاکستان کا sensitive شہر ہے ، وہاں سیکورٹی کی صورت حال کیا ہے ۔ آپ ، میں اور دوسرے سینیٹرز ایک تقریب کے سلسلے اس پارلیمنٹ ہاؤس میں موجود تھے، جس وقت یہ دھماکہ ہوا ہے ۔ ہم نے خود اس دھماکہ کی آواز کو سنا ہے ۔ اس دھماکہ سے پارلیمنٹ ہاؤس اور خاص طور پر سینٹ لاؤنج کے شیشے ٹوٹے ہیں اور معلوم ہوتاہے کہ نہ صرف یہاں بلکہ پورے علاقے میں اس دھماکہ کے غیر معمولی اثرات ہوئے ہیں۔

دوسری چیز، جس کے متعلق چوہدری انور بھنڈر صاحب نے ایوان کو متوجہ کیا ہے ، کے بارے میں میں خود initiative لینا چاہتا تھا ۔ یہ مسئلہ کسی ایک فرد کا نہیں ہے ، حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک بھی شخص کے ساتھ اس قسم کا رویہ اختیار کیا جاتا اور خاص طور پر ایسے شخص سے جو زیر تفتیش ہو تو میں اس پر بات کرتا ۔ پھر جب آپ یہ معاملہ اس ملک کے ایک معزز شہری ، ایک سیاسی رہنما، ایک بڑی پارٹی کے قائد ، ایک سابق ایم این اے اور اس وقت پنجاب اسمبلی

کے جو قائد حزب اختلاف ہیں ،سے اختیار کرتے ہیں تو یہ درست نہیں ہے۔ اگر ایف آئی اے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس کی چاہے بے عزتی کرے ، جسے چاہے مکے مارے۔ جسے چاہے گالیاں دے ، جس کے چاہے گریبان میں ہاتھ ڈال دے تو جناب والا! یہ قانون نہیں، بلکہ یہ ایک جنگل کا قانون ہے ۔ اسے کسی مہذب معاشرے میں ایک لمحہ کے لئے بھی روا نہیں رکھا جاسکتا ۔

جناب والا ! وہ ملک جو اپنے آپ کو اسلامی جمہوریہ کہتا ہے ،اس کے سامنے تو خلافت راشدہ کی مثال ہے ، اس کے سامنے مثال تو دور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ وہاں کسی شخص کو جرم ثابت ہوئے بغیر کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ۔ ایک مرتبہ کوتوال نے ایک شخص کو گرفتار کر لیا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے آئے ہیں تو ایک عام شخص نے سوال اٹھایا کہ فلاں شخص کہاں ہے ۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے ، اس شخص نے پھر سوال اٹھایا ۔ اس پر آپ نے کہا کہ اس کو فوراً رہا کرو ۔ اس لئے ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا جرم ثابت ہوئے بغیر سزا نہیں دے سکتے ہیں اور یہاں ایف آئی اے والے بغیر تفتیش کے، جیسے کہ اخبارات میں خبریں آئی ہیں ،اگر وہ صحیح ہیں ، جن کے بظاہر غلط ہونے کا کوئی شبہ نہیں ہے ، صحیح رویہ اختیار نہیں کرتے ہیں ۔اگر وہ رویہ اختیار کیا گیاہے تو یہ صرف شہباز شریف کے ساتھ نہیں ہوا ہے یہ اس ملک کے ہر شہری کے ساتھ ہوا ہے ۔ اس پارلیمنٹ کے ہر رکن کے ساتھ ہوا ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں یہ دونوں مسائل بڑے اہم مسائل ہیں ۔ ان مسائل کے اوپرہمیں فی الفور غور کرنا چاہیئے ۔اور حکومت کو بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے آج وہ حکومت میں ہیں کل وہ حزب اختلاف میں بھی ہو سکتے ہیں ۔ ماضی میں وہ حزب اختلاف میں رہے ہیں ۔ انسان کو یہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے جو اگر خود اس کے ساتھ اختیار کیا جائے تو اس سے وہ ناراض ہو جائے ۔ مسلمان کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ وہ رویہ اختیار کرتا ہے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔جناب والا! اس ملک میں تمام قانونی روایات کو پائمال کیا جا رہا ہے ۔ اداروں کو پائمال کیا جا رہا ہے اور یہ سب سے بڑا خطرہ ہے ۔ اس سے ہمارا وجود ہمارا تشخص ، ہمارا مستقبل ، ہماری آنے والی نسلیں سب خطرے میں ہیں ۔ اس بنا پر جناب والا ! میں سمجھتا ہوں یہ مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس کے اوپر فوری طور پر سینٹ میں گفتگو بھی ہونی چاہیئے اور سچی بات یہ ہے کہ ہمیں سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے کہ کس طرح اس ملک کو بچائیں ۔ اس لیے کہ یہ راستہ موت کا راستہ ہے ۔ یہ تباہی کا راستہ ہے ۔ محض پیپلز پارٹی یا حکومت کے لئے نہیں بلکہ سب کے

لئے پوری قوم کے لئے ۔ اس لئے یہ قومی مسائل ہیں اور ان قومی مسائل کے اوپر ہمیں قومی انداز میں سوچنا چاہیئے اور ہمارے لئے راہنمائی قرآن و سنت میں ہے ہمارے لئے راہنمائی اس دین میں ہے جو تمام دنیا میں امن و انصاف قائم کرنے کے لئے آیا تھا لیکن آج اس کے علمبردار ہونے کے باوجود جو رویہ ہم اختیار کر رہے ہیں ۔ وہ شرمناک ہے اسلام کے لئے بھی ' اس ملک کے لئے بھی ۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں جناب والا! ان دونوں مسائل کے اوپر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ شکریہ'

جناب چیئرمین۔ گچکی صاحب ' مولانا صاحب آپ تو کسی اور مسئلے پر بات کرنا چاہتے تھے۔ -- اچھا پہلے گچکی صاحب کو میں نے کہا تھا ۔ اس کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔ گچکی صاحب ' آپ کو بھی وقت دیتا ہوں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اسلام آباد میں جو واقعہ ہوا ' بہت ہی تکلیف دہ واقعہ ہے جس میں اندازے کے مطابق 29 آدمی مر گئے ہیں اور کوئی 60 کے قریب ہسپتال میں ہیں اس وقت ان کی حالت خراب ہے ۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ باقی مسائل کو تو ہم ڈسکس کرتے لیکن immediately بھنڈر صاحب کو یہ چاہیئے تھا کہ اس مسئلے کو ہی لیتے یا جیسے پروفیسر خورشید صاحب نے دونوں مسئلے لیے ۔ لیکن سردست ہمیں اس پر وزیر داخلہ کی تقریر سنی چاہیئے ۔ وہ اس سلسلے میں کیا کہیں گے کتنی جانیں ضائع ہوئیں ۔ ہم تو اس کو بیک گراونڈ میں پھینکنے کے لئے جا رہے ہیں۔ دوسرے مسئلے کو ہم لے رہے ہیں ۔ دوسرے مسئلے تو یہاں ہر روز ہوتے ہیں ۔ ---

جناب چیئرمین۔ نہیں روز نہیں ہونے چاہیئں ۔ یہی تو مسئلہ ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ یہاں گرفتاریاں بھی ہوتی ہیں ۔ یہ تو اب روز کا معاملہ ہے۔ ۴۷ سال سے یہ ہے ۔ کوئی نئی چیزیں نہیں ہیں یہاں پر۔-

Mr.Chairman: That is where we have to change.

ہونی چاہیئں جی۔ یہ چیزیں اگر تشویش پیدا کرتی ہیں تو بجا طور پر کرتی ہیں ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ لیکن یہ ہے کہ میری گزارش یہ ہے کہ انٹریئر منسٹر اس سلسلے میں اپنا سٹیٹ منٹ دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جہانگیر بدر صاحب ، چلیں مولانا صاحب پہلے بات کر لیں ۔ اس کے بعد آپ، جی مولانا صاحب ،

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ یہ صورت حال جو بن رہی ہے کہ جو ادارے ہیں ملک و ملت کے۔ اگر ان سے انصاف کی توقع نہ ہو ، ظلم و جبر کی ہو ۔ تو لوگ خود اٹھ کر ان ججوں کو قتل کر دیں گے ۔ جس قسم کے فیصلے ہوتے ہیں ۔ اس قسم کا repercussion جو سارے ملک میں ہوا ہے ۔ ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ یہ خانہ جنگی کو دعوت دے رہے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ خود پولیس سے باقاعدہ الجھ پڑیں گے ۔ ان کو قتل کریں گے اور خود یہاں ہم لوگ بھی محفوظ نہیں ہوں گے۔ اس مصیبت کے اندر اس لیے میں اس جانب متوجہ کروں گا کہ اداروں کی جو انصاف کی ذمہ داریاں ہیں ۔ امن و سلامتی کی ان کا خاص طور پرخیال رکھا جائے تا کہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر موجودہ حکومت بھی اپوزیشن میں ہو تو ان کے ساتھ بھی اس قسم کا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ پولیس ہے یا عدلیہ ہے۔ یا ایڈمنسٹریشن ہے۔ سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے امور مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھ ادا کریں۔ یہ نہ کریں کہ کسی کو خوش کرنے کے لئے حد سے زیادہ آگے بڑھ جائیں۔ یہ ظلم و جبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نا پسند کرتا ہے اور ہمیں بھی اس کو ناپسند کرنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔ جی جہانگیر بدر صاحب،

جناب جہانگیر بدر ۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دیا ہے ۔ یہاں پر بھنڈر صاحب جیسے کہنہ مشق پارلیمنٹرین ہیں ۔ جس طریقے کے ساتھ انہوں نے یہاں پر اپنا کیس پیش کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ one side of the story ہے ۔جو انہوں نے یہاں پر پیش کی ہے۔ ابھی تک ایک فرضی کہانی کو ایک طویل داستان بنا دیا ہے۔ ابھی تک تو اس بات کا پتہ اور تحقیقات ہونا باقی ہے کہ جو الزام گورنمنٹ پر لگائے گئے ہیں ۔ واقعی وہ الزامات درست ہیں یا نہیں ۔ اپنے تئیں انہوں نے اس کو درست قرار دیا ہے ۔ لیکن مجھے ان سے قطعی طور پر یہ توقع نہیں تھی کہ وہ صرف اپنی ہی بات کریں گے ۔ جانبداری کی بات کریں گے ۔ ایک ہی بات کریں گے ۔ انہوں نے شہباز شریف کو ایک institution بنا دیا ہے ۔ اور وہ عدالت جس کا تقدس پامال ہوا ہے ۔ جس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے ۔ جو ایک ادارہ ہے ۔ مولانا

صاحب نے بھی فرمایا کہ اداروں کا تقدس جو ہے بہت بڑی چیز ہے ۔ یہاں پر تو جناب والا ! اداروں کا تقدس برباد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ یہ تو ایک conspiracy ہے ۔ جو یہاں پر عدالتوں کو برباد کرنے کی اور ملک میں تمام اداروں کو ، جس طرح سے پارلیمنٹ میں پچھلے سال صدر کی تقریر کے موقع پر ہوا ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں اس بات کو طول نہیں دینا چاہتا ۔ لیکن یہاں پر اگر یہ بات ہوئی ہے اور جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے یہ کہا ہے ۔ بہت اچھی بات ہے ۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں ۔ ہم ان تمام راستوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ حکومت کبھی نہیں چاہتی تشدد کرے ۔ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کبھی نہیں چاہے گی کہ زیادتی کرے۔ ہم خود زیادتیوں کا شکار ہوکر یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں چاہیں گے لیکن یہ درد جو آج پروفیسر صاحب کے دل میں جاگا ہے کاش ! اس وقت جاگتا مجھے یاد آرہا ہے جب مجھے فوجی عدالت نے بغیر کسی گواہی کے ، ایک سال قید اور کوڑوں کی سزا ہوئی تو ان کی جماعت کے ایک لیڈر نے بیان دیا ۔ اور انہوں نے کہا کہ کوڑے جلدی لگنے چاہئیں ۔ مجھے یاد ہے کہ اس شہباز شریف نے ' اگر اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے ' تو میں قطعی طور پر اس کی حمایت نہیں کرتا ۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ 14 اگست 86، کو کہ جب ہم لاہور میں جلوس کے لئے جارہے تھے تو وہاں پر لوہاری گیٹ لاہور میں ایک ہوٹل کے اوپر سے لوگوں کے اوپر گولیاں چلائیں ۔ اور دس اشخاص کو ایک دن میں قتل کرادیا ۔ ایک شخص غلام عباس نامی ، آج بھی اپنے گھر میں معذور بیٹھا ہے ۔ اس کا درد کسی کے اندر نہیں اٹھا ۔ اس لئے کہ غریب کا بیٹا ہے ؟ اور وہ کروڑ پتی کا بیٹا ہے کہ اس کو پتہ نہیں ہاتھ لگا ہے یا نہیں لگا ، لیکن سینٹ ، قومی اسمبلی ، اخبارات ، میڈیا سب جاگ اٹھا ہے ۔ کارکنوں کی ننگی پیٹھوں پر کوڑے برسائے گئے ۔ کسی عالم نے اٹھ کر فتویٰ نہیں دیا ۔ جنرل ضیاء الحق کو امیرالمومنین بنانے کے لئے چل پڑے تھے ۔ جناب والا ! اگر سوسائٹی سب کے ایک جیسی ہے تو یہاں پر انصاف ہونا چاہیے ۔ انصاف سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہیے ۔ کسی ایک شخص کے ساتھ بھی زیادتی ہو تو nobody should be above law ' کوئی شخص قانون سے بالا نہیں ہونا چاہیے ۔ ہم اس بات کے ، رول آف لاء کے ، سب سے بڑے داعی ہیں۔ اس ملک میں جناب چیئرمین ! لیکن افسوس کی بات ہے کہ کہانی کو ایک طرز پر ، جناب میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہیے ۔

تاکہ ہم بھی اپنے زخم بتا سکیں ۔ تاکہ ہم بتا سکیں کہ کہاں کہاں کیا کیا زیادتیاں ہوئیں اور آج بھی ہوتی چلی آ رہی ہیں ۔ لیکن چونکہ جناب والا ! بات مختصر کرنی ہے ۔

(مداخلت)

جناب جہانگیر بدر۔ میں نے آپ کی بات نہیں کی ۔ میں نے جماعت اسلامی کی بات کی ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اگر میں یہ بات ثابت نہ کرسکوں تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

جناب چیئرمین۔سب ایک ہی بار کھڑے ہوگئے ۔ اور اب کیا یہ ہے ؟

جناب جہانگیر بدر۔نہیں جناب میں نے واقعاتی بات کی ہے ۔

جناب چیئرمین۔نہیں صحیح ہے وہ واقعات کی بات۔لیکن کیا اب یہ پرانی باتیں ----

جناب جہانگیر بدر۔ واقعات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ یہ تو نہیں -----

جناب چیئرمین۔زیادتی جب بھی ہو،جہاں بھی ہو، جس سے بھی ہو وہ زیادتی ہے۔

جناب جہانگیر بدر۔جناب چیئرمین ! میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اور یہ international phenomena ہے۔ جس کی آپ نے بات کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔بہرحال پہلے وزیر داخلہ صاحب کو موقع دیتے ہیں تاکہ ماحول صاف ہو سکے ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔بہرحال جی پہلے اجمل خٹک صاحب کو موقع دیتے ہیں ۔ اپوزیشن لیڈر ہیں -----

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب میری نظر میں دونوں مسئلے بہت اہم ہیں اور جو ساتھی یہ کہتے ہیں ایک کو زیادہ اہمیت اور دوسرے کو کم اہمیت دی جارہی ہے ، میں بھی سمجھتا ہوں کہ دونوں مسئلوں کو ، دونوں واقعات کو مکمل اہمیت دی جائے ۔ جس مسئلے پر یہ لوگ کہتے ہیں کے اس کو اہمیت دی جارہی ہے ، اس مسئلے کو دوسری طرف لیجانے کی کوشش کی جارہی ہے ، وہ مسئلہ کسی فرد کا مسئلہ ہم نہیں سمجھتے ، وہ شہری حقوق ، بنیادی حقوق ،

انسانی حقوق کا مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ اپنی قسم کا پہلا مسئلہ نہیں ہے ، جناب چیئرمین مجرم کو پولیس کے حوالے کرتے وقت عدالت کہتی ہے کہ پولیس کی حفاظت میں دے دیا فلاں کو ۔ میں نہیں سمجھتا کہ پولیس کی حفاظت کے یہ معانی ہیں کہ جو کراچی میں لئے جاتے ہیں کہ تھانے سے ہتھکڑیوں سمیت بیگناہ ، جن پر الزام ثابت نہیں ہوا ، ان کو پکڑ کر باہر لے جاتے ہیں اور گولی مار کر کہتے ہیں کہ یہ ڈاکو تھے ، انہوں نے حملہ کیا تھا ۔ یہ تسلسل ہے ، تھانوں میں تسلسل سے یہ واقعات ہو رہے ہیں ، آپ فرما رہے ہیں کہ 45 سال سے ہو رہے ہیں ، ہم کہتے ہیں جب سے بھی ہورہے ہیں ، یہ جس طرح آپ نے فرمایا ، یہ سلسلہ بند ہونا چاہیئے ۔ لیکن چونکہ یہ مسئلہ جو اٹھا ہے اس کا تعلق جس قدر human right سے ہے ، ایک فرد کے حقوق سے ہے ، اس قدر اس سیاسی ماحول سے ساتھ ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ آپ (نصیر اللہ بابر) کے بارےمیں اس وقت کچھ نہیں کہوں گا ، میں نے آپ (چیئرمین) سے اجازت لی ہے مجھے خدا اس لئے زندہ نہ رکھے کہ ایسے شخص سے بھی اجازت لوں ۔ بہرحال یہ مسئلہ اس لئے بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کے ساتھ سیاسی جذبات بھی وابستہ ہیں اور اس کا بھی تسلسل ہے ، اس شخص کو لاتے وقت جو سلوک کیا گیا وہ سلوک ابھی لوگ ، ملک ، پریس نہیں بھولا تھا کہ یہ واقع ہوا ، اس لئے یہ واقع اپنے لحاظ سے ، کہا گیا کہ شہباز شریف کے واقع کو ادارہ کا واقع نہ سمجھا جائے ، ادارہ نہ سمجھا جائے ، ہم شہباز شریف کو ادارہ نہیں سمجھتے ، ہم وزارت داخلہ کو ، پولیس کو ، تھانے کو ، اس کے عمل کو ، اور وہ جو میں نے کہا کہ پولیس کی حفاظت میں دے دیا اس سوال کو ، مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جب جمعہ کے دن عدالت بنائی جا سکتی ہے تو جمعہ کے دن ان حالات میں جیسے میں نے ذکر کیا کہ تھانے سے لیجا کر، سیاسی شخصیتوں کو مارا جاتا ہے ، اس ماحول میں اگر وہ یہ سوال کریں کہ میرے وکیل کو لایا جائے تو جب چھٹی کے دن عدالت کا انتظام ہو سکتا ہے تو اس کے وکیل کے لانے کا انتظام نہیں ہو سکتا کہ اس کے ساتھ وہ چلا جائے۔ اس لئے اگر ہمیں موقع دیا جائے تو ہم اس پر مفصل بحث کریں گے ، اس لئے اس کو صرف شہباز شریف کا واقعہ نہیں سمجھنا چاہیئے ۔ جیسے نیازی صاحب نے کہا کہ یہ ایسے وقت ہوا ہے ، نیازی صاحب نے صحیح طور پر اس کی نشاندہی کی ہے ، حکومت کو چاہیئے کہ مناسب طریقے سے اس کا جواب دینے کی بجائے ، اس کا

ازالہ کرنے کی کوشش کریں تا کہ جو فضا ملک کی بدتری کی طرف لیجانا چاہتی ہے اس کو روکنے کی کوششیں جو ہم کررہے ہیں، اس میں حکومت بھی ساتھ دے اور اس کو روکنے کو کوشش کرے۔ دوسرا مسئلہ تو اس سے بھی زیادہ اسی طرح خطرناک ہے، اسی طرح اہم ہے کہ ہمارے ایک مسلمان ملک، ہمارے ایک دوست ملک کے سفارت خانے کو، یہ نہیں کہ سفارت خانہ کے ساتھ ہوا، یہ اس ملک کی وزارت خارجہ کی ناکامی کی دلیل ہے کہ اس ایسے نازک موقع پر پاکستان میں ہو، ایک بدنامی، پھر اسلام آباد میں ہو، پاکستان کے مرکز میں، دوسری بدنامی، پھر اسلام آباد کے ایسے مرکز میں ہو جہاں تمام اہم شخصیات ہیں، تمام اہم مقامات واقع ہیں اور سیکورٹی کا انتظام مکمل ہونا چاہیئے، اس میں ایسے واقعہ کا ہونا میں سمجھتا ہوں کہ وزارت خارجہ کی مکمل ناکامی ہے، اس پر اگر موقع دیا جائے تو دوسری ناکامی بھی گنوائیں گے۔ اس لئے ہمیں ---

جناب چیئرمین۔ وزیر خارجہ کی یا وزیر داخلہ کی آپ کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ وزیر داخلہ۔

جناب چیئرمین۔ اوپر سے آپ کے اختلافات ہیں، بیچ میں سے دوستی ہے، معلوم ہوتا ہے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ہمیں موقع دیا جائے جی۔

Mr. Chairman: I just want to ask you , there are two options

ایک تو یہ ہے کہ آپ ابھی بات کرلیں، ایک یہ ہے کہ ان کی بات سن کر بات کرلیں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I just want to give what the mere fact of the case and nothing more.

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں آپ ان کی بات بھی سن لیں ناں، پھر بات کرلیں ہو سکتا ہے کوئی بات clear ہو جائے۔ یہ دیکھیں ناں point of order پر وہ مسئلہ raise کیا ہے بھنڈر صاحب نے، اب اس کا جواب وہ چاہ رہے تھے، کم از کم اس کا جواب سن لیں پھر جو بات کرنی ہے کرلیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہ مسئلہ سب کا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں سب کا ہے لیکن بات تو سنیں ناں کہ وہ کیا کہتے ہیں ، آپ کو facts تو نہیں پتا ہیں ، ان کی بات بھی سن لیں ناں ۔ آپ ان کی بات سن لیں، پھر آپ اپنی بات کر لیں ،

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اگر آپ کو ان کی بات سے اتفاق نہیں ہے ، جی منسٹر صاحب بتائیں جی ۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I will just give the bare, minimum, facts. I will only talk about one thing that we wanted to avoid all scenes particularly the scene that took place yesterday morning for that very reason because since we did not want any further remand. It had finished, so we wanted to send him to Adyallah Jail. When he was informed, he tried to run into the bath room. Now the normal thing for a man is that when he is there, he should hand himself over to the police custody, I mean we have been through it many times, during the Martial Law when the AC came and the police poeple came we just handed ourselves over and went alongwith them, whether it was to the Jail, or to a Rest House or to any other place. But the fact is that he resisted being taken and he tried to run into the bathroom and that is the only tussle that took place for the opening and the closing. He was trying to lock the door behind him and these people were trying to have the door opened so that they could take his custody. He would be the first person to ask for a medical examination. I am quite prepared even today that he should be taken for a medical examinatioin if there is any sign and any symptoms or any injury to his person I will take full responsibility for that. Nothing of the kind happened and he would be the first personhimself, who would have protested that like it

happened in DI Khan Jail to us. I was luckily sleeping but some of the other people including the Chief Minister NWFP got beaten up by the police but the fact is that we ask for a judicial inquiry, we ask for the people to come and medically examined by the Dr. immediately so that the injuries and things can then be taken into cognizance of and that can be brought on record. Then what happened yesterday, after the event, what they did to the DC, AC, what they have done this afternoon in Lahore. They went to Zonal office of the FIA, they fired at the vehicle they broke its glass, putting some oil and set it on fire but those are beside the point, I just wanted to give you the facts of the case.

Mr.Chairman: What about the further incident

اس کے بارے میں کوئی اطلاعات آپ کے پاس ہیں - یہ جو اسمبلی میں ہوا۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I am prepared for that.

جناب چیئرمین۔ جناب منسٹر صاحب ان کی بات سن لیں بعد میں وائنڈ اپ کریں -

جی جناب اب مندوخیل صاحب بات کریں گے - جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین یہ مسئلہ بنیادی طور پر ہمارے ملک کے لئے ، مجموعی طور پر Rule of Law کا مسئلہ ہے' یہ مسئلہ کہ فلاں شخص ادارہ ہے یا نہیں ہے ' ان معنوں میں جب وہ ایک پورے صوبے کی اپوزیشن کا لیڈر ہے ' اگرچہ ہمارے ملک میں ایک عام شہری کا یہ حق ہے کہ جیسے کہ ہمارے محترم دوستوں نے فرمایا کہ اسے قانون کا protection حاصل ہے ' اسے پولیس custody میں دیا جاتا ہے' اس سے کوئی ایسی man handling یا کوئی ایسی کارروائی نہیں ہو سکتی ' لیکن یہاں اب منسٹر صاحب نے فرمایا ' جب ان کا ریمانڈ پورا ہو رہا تھا تو آپ کیوں Thursday کو وہاں نہیں لارہے تھے ؛ آپ کو یہ علم کیوں نہیں تھا؟ اب اگر ہم اس کو اس طرح لیں اور کوئی بھی آج کے حالات میں بالکل یہ فرض کر سکتا ہے کہ جہاں کے لوگوں کو پولیس کی ہتھکڑیاں پہنے ہوئے لوگ قتل کرتے ہیں' کیا اس ملزم کو یہ

شک نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ اور میرے لئے اپنا وکیل مجھ سے واپس لے آئے ہیں تا کہ اسے علم ہو' اس لئے جیسے کہ منسٹر صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ man handling ہوئی ہے' ایک struggle ان کے درمیان ہوئی ہے' یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ تو ایسے حالات میں جناب والا! جیسے ابھی گچکی صاحب نے فرمایا ہے' انہوں نے عموم کا مسئلہ لیا ہے' یعنی یہاں یہ غیرقانونی عمل بالکل usual ہو چکا ہے۔ اس حد تک پہنچا دیا گیا ہے' حتیٰ as usual کہ جناب گچکی صاحب نے کہا کہ اسے serious ہی نہ لیا جائے' یہاں rule of law اس حد تک ختم ہوا ہے۔ ایک تو human rights general ہیں یونائیٹڈ نیشن کے' نہیں ہمارے یہاں fundamental rights آئینی اور قانونی ہیں' ان کی اتنی خلاف ورزی ہوتی ہے کہ ہم پارلیمنٹ میں اسے usual لیں۔ اس لئے جناب والا! یہ ایک اہم مسئلہ ہے' اس پر یہاں بحث ہونی چاہیئے اور اس کا تدارک ہونا چاہیئے ۔ اور اس طرح جو سفارتخانے کا مسئلہ ہے' یہ اس حوالے سے rule of law نہیں ہے' اس کی ذمہ داری گورنمنٹ کی ہے' یہاں بڑے افسوس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے معزز سینیٹر جہانگیر بدر نے یہ مثال دے کر کہ ان کی مارشل لاء کی حکومت میں' آمروں کی حکومت میں یہ سلوک ہوا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ آج آپ انتقام لے رہے ہیں تمام سوسائٹی سے ' تمام ملک سے۔ جب بھی آپ غیرقانونی کام کرتے ہیں' جب بھی آپ قانون کے خلاف اور حکومتی اداروں کا غلط استعمال کر کے انسانی و بنیادی حقوق کے خلاف جرائم کرتے ہیں' جب پارلیمنٹ میں لوگ کہتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ فلاں وقت آپ نے یہ کیا تھا۔ اس وقت بھی ہم نہ کہا تھا کہ وہ غلط ہے۔ ہم نے مارشل لاء کے خلاف کیوں struggle کی' ورنہ آج تک مارشل لاء کو ہونا چاہیئے تھا' آپ کی arguments کے مطابق مارشل لاء کو آج بھی ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر میں اس کو اس طرح argument میں لے لوں کہ جو آپ آج کر رہے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں بھی آپ کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہیئے۔ آپ مہربانی کریں ان چیزوں سے جو ماضی میں کسی نے غلطی کی ہو اس کا ہمارے خلاف' عوام کے خلاف' پارلیمنٹ کے خلاف اس کی مثال نہ دیں اور اگر آپ کہتے ہیں کہ پچھلے سال جناب صدر محترم کے خلاف protest ہوا' کیا پارلیمنٹ میں' پارلیمنٹ کے ممبران کو گالیاں نہیں دی گئیں' کیا یہاں پارلیمنٹ کے ممبران کو مارا پیٹا نہیں گیا' آپ کی گورنمنٹ نے آج تک اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھایا ہے۔ کسی اور نے کوئی قدم اٹھایا ہے۔ اس لئے جناب والا! ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بات پر بحث ہو' اس پر باقاعدہ discussion ہو اور اس کا باقاعدہ

مجموعی طور پر گورنمنٹ کو ان چیزوں سے منع کیا جائے' یا پھر ہمیں' تمام پارلیمنٹ کو جناب والا! withdraw ہونا چاہیئے۔ ہم پھر کیوں پارلیمنٹ میں کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ supreme authority ہے' sovereign ہے' جب ہم کسی سے یہ پوچھ نہیں سکتے اور وزیر صاحبان اور کابینہ کے لوگ ہماری بات کو یا جس چیز کے ہمارے concerns ہیں اس کے بارے میں ہمیں اہمیت نہیں دیتے -----

(اس موقع پر اجلاس نماز مغرب کے لئے 15 منٹ کے لئے adjourn کیا گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین جناب وسیم سجاد شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: جی انہوں نے بات ختم کر دی تھی' اس کے بعد اب کون بات کرنا چاہتے ہیں' بشیر ترین صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب بشیر احمد خان ترین: جناب چیئرمین! مہربانی۔ جناب آج صبح جو واقعہ ہوا ہے اس پر ہمیں بہت ہی دلی صدمہ پہنچا ہے' چونکہ ہمارا ہوسٹل نزدیک ہی ہے' جس طریقے سے وہاں موجود لوگ ہوسٹل سے بھاگ کر باہر نکلے ہیں اور جس خوف سے بچے جو ہوسٹل میں آس پاس رہتے ہیں' ان کی چیخ و پکار سن کر یہی بات ہے ہم بھی کافی حد تک یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ شاید اسلام آباد پر کوئی حملہ ہو چکا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ اس میں کوئی 16 یا اس سے زیادہ جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے خاندانوں' اور ان پر رحم فرمائے۔ یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے۔ اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو ہم کس کو قصور وار ٹھہرا سکتے ہیں یا کس کو ہم اس معاملے کا ذمہ دار کہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر کچھ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ فلاں وقت میں گرفتار ہو چکا تھا یا ہمیں کوڑے لگ چکے ہیں۔ ہم اس وقت کو بھی اچھا نہیں کہتے ہیں' ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ اس وقت ایسا برتاو ہوا ہے تو بہت برا ہوا ہے۔ چاہے وہ مارشل لاء کے دور میں ہو' چاہے کسی اور کے دور میں ہو۔ اب اگر یہ بضد ہیں کہ کیونکہ ہمارے ساتھ اس دور میں یہ کارروائی ہوئی ہے اور ہم نے وہی انتقام لینا ہے' اس طریقے سے۔

جناب چیئرمین! شہباز شریف جو بھی ہے' خدا نے اس کو دولت دی ہے اس نے کسی کی دولت چوری نہیں کی' نہ کسی کے گھر میں ڈاکہ ڈالا ہے۔ اگر جمہوری نظام کو دیکھا جائے تو وہ حزب اختلاف کا قائد ہے' اس کا بھی ہاؤس میں اتنا ہی احترام ہے' جس طرح وہاں کے وزیر

اعلیٰ کا ہے۔ لیکن ہمارے چند دوست ذاتیات پر اتر آتے ہیں کہ جب ہمیں مارشل لاء کے دور میں پکڑا گیا تھا تو انہوں نے ہمارے خلاف یہ کہا وہ کہا، میرے خیال میں تو ایک پارلیمنٹ کے ممبر کے ساتھ یہ رویہ یا اس قسم کے الفاظ ان کو زیب نہیں دیتے۔ اگر وہ لکھ پتی کا بیٹا ہے یا کروڑ پتی کا بیٹا ہے، خدا نے ان کو دولت دی ہے تو میں یہاں ایک غریب کی بات کروں گا اور وہ ہے سندھ اسمبلی کا ممبر قمر منصور۔ جو اسوقت کمپلیکس ہسپتال میڈیکل وارڈ 2 ، کمرہ نمبر 21 میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے خود اسے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے پچھلے ماہ کی 22 تاریخ کو۔ اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے یا جو بھی حقیقت ہے وہ تو ڈاکٹر ہی بتا سکتا ہے، وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ میں زور سے گھسا اس کمرے میں، کیونکہ بحیثیت سینیٹر میرا یہ حق تھا کہ میں اسے دیکھوں۔ میں جب اس بندے کے پاس گیا ہوں، اس نے قرآن شریف کو کھول کر سینے پر رکھا ہوا تھا، اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا بھائی صاحب آپ کو کیا ہوا ہے، وہ پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں میں نے کہا میں بھی آپ کی طرح ایک بندہ ہوں، تو وہ کہنے لگا کہ میں جب سے گرفتار ہوا ہوں آج پہلی دفعہ میں کسی کو بغیر وردی کے کسی سویلین کو دیکھ رہا ہوں جو میرے پاس آیا ہے۔ وہ مجھ سے بھی خوف زدہ تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ ہیں کون اس نے کہا کہ میرا نام ہے قمر منصور۔ مجھے لاہور سٹیشن سے اور میرے چھوٹے بھائی اور میری بہن کو گرفتار کیا گیا۔ آج تک یہاں مجھے رکھا گیا ہے، رات کو جو کھیل یہ لوگ میرے ساتھ کھیلتے ہیں، میں نے اس کی چادر ہٹانے کو کوشش کی ،اس نے کہا کہ چادر نہ ہٹائیں چونکہ میرا سارا جسم ننگا ہے ۔جناب چیئرمین! سچی بات ہے کہ اس دور میں جب ہم کہتے ہیں کہ جی ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں اور وہاں جا کر آپ اس غریب کو دیکھیں ، یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لاکھ پتی ہے پتہ نہیں کیا ہے۔ لیکن وہ تو لاکھ پتی بھی نہیں ہے۔۔ اگر واقعی مجرم ہے اس سے کوئی جرم ہوا ہے تو قانون کے تحت آپ سیدھی طرح اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کریں۔ لیکن اگر وہ صوبائی اسمبلی کاممبر ہے صرف اس کا گناہ یہ ہے کہ وہ ایم کیو ایم کا ایک ممبر ہے۔ اس کی بہن کہاں ہے؟ کل تک تو حکومت یہی کہتی تھی کہ ہمیں پتہ نہیں ہے اب پتہ نہیں انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ نہیں ان کی بہن زندہ ہے یا مرگئی ہے؟ اس کے بعد میرے کہنے سے، اخبار والوں کا میں بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ بات کسی طریقے سے چھپوائی ان کے ماں باپ کو پتا چلا اور وہ آئے شاید ان سے ملاقات بھی ان کی ہوگئی ۔ اگر یہی طریقہ کار ان کا رہا ۔ میں

نے اس پہلے بھی کہا ہے جناب والا! یہ بات ریکارڈ پر ہو گی کہ ان کے ایجنڈے کا ہمیں کوئی پتہ نہیں ہے کہ یہ کرنا کیا چاہتے ہیں ۔ اگر میں یہ کہوں کہ آج تک، اسلام کو چھوڑ کر دنیا کی ہر تاریخ کو آپ کھول کر دیکھ لیں کہ کسی جنازے پر کبھی کسی نے فائرنگ نہیں کی لیکن ان کی حکومت میں ایک عورت کے جنازے پر فائرنگ ہوئی ہے اس جنازے کی لاش کو بھی گولیاں لگیں اور، اس جنازے کے ساتھ اس عورت کا خاوند جارہا تھا اس کو بھی مار دیا لیکن ان کے لئے کوئی فرق نہیں پڑا کہتے ہیں جی کہ ہوتا رہتا ہے یہ قبائلی سسٹم ہے جو بھی ہے خیر ۔ دوسری طرف ہمارے جنرل صاحب ہیں۔ بات بات پر ان کو ایسا غصہ آ جاتا ہے، اگر ان کا بس چلے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی نہ چھوڑیں ،جبکہ یہ ملک ہمارے باپ دادا نے بنایا ہے یہ خود انگریزوں کا فوجی تھا ،پاکستان بنایا ہمارے باپ دادا پردادا نے، آج ہم پتہ نہیں کیوں ان کی نظروں میں عجیب قسم کا کردار رکھتے ہیں اور یہ ہم سے زیادہ محب وطن بن گئے، جناب والا ! یہ معمولی باتیں نہیں ہیں آج کا جو واقعہ ہوا ہے کس نے کیا ہے ہم جتنی بھی اس معاملے کی مذمت کریں بہت کم ہے ۔ اس میں آج کتنی مائیں اپنی اولاد سے محروم ہو گئی ہیں کتنی بیویاں اپنے شوہروں سے جدا ہو گئیں۔ کتنے بچے یتیم بن گئے ۔اور وہ بھی اسلام آباد میں، ایک ایسے شہر میں جہاں لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کم سے کم اگر اور نہیں تو ہماری عزت اور جان تو محفوظ ہو گی اگر حکومت ہے جمہوریت ہے معمولی سی بات ہو جاتی ہے تو پوری کی پوری کابینہ استعفیٰ دے دیتی ہے لیکن ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے ، جنرل بابر صاحب ایک دم کہہ دیتے ہیں بھائی آپ بے شک نہ دیں دوسرے لوگ بھی وزیر ہیں پتہ نہیں ہم بھی آئیں، چھوٹی کرسی، پر یا بڑی کرسی پر، یہی بات ہے مجھے یہ سوچ کر تعجب ہو تا ہے کہ یہ دوبارہ عوام کے پاس کیسے جائیں گے لیکن یہ کہتے ہیں کہ جی ہمارے ہاتھ میں گر ُہے اب کیا گر ُہے کس طریقے سے جائیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ چلیں اب فائنل کریں جناب

جناب بشیر احمد خان ترین ۔ جناب چیئرمین بڑی مہربانی ۔جناب والا میں آخر میں پھر کہوں گا کہ جو اس وقت شہباز شریف کے ساتھ یا قمر منصور کے ساتھ یا ہمارے باقی قیدی بھائیوں کے ساتھ جو کوئی بھی کر رہا ہے زیادتی ہو رہی ہے ،شکریہ جناب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ : میں آپ کا مشکور ہوں جناب چیئرمین کے آپ نے مجھے

وقت دیا اس مسئلے پر گفتگو کرنے کا ۔ جناب چیئرمین ، اس جانب سے یہ بلند و بانگ دعوٰی ہے کہ یہ جمہوریت کا دور دورہ ہے ۔ جمہوریت میں جناب چیئرمین سب سے اہم ستون جو ہے وہ ہے عدلیہ کا ؛ اس لئے کہ جمہوریت پر کسی کو بھروسہ نہیں ہوگا اگر عدلیہ مضبوط نہیں ہوگی عدلیہ independent نہیں ہے اور supremacy of Law نہیں ہے ۔ اب ذرا سا back ground ملاحظہ کیجئے اور پھر جناب وزیر داخلہ کی تھیوری ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے پیش کی ہے اس ہاؤس کے سامنے ۔ وہ آپ asses کریں کہ آیا وہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے یا جو کچھ واقعات صحیح معنوں میں ہوئے ہیں جو اخبارات میں آئے ہیں وہ صحیح ہیں back ground یہ ہے جناب چیئرمین، کہ handicapped لوگوں کو گولی مار دی جاتی ہے ۔

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ: جب آپ کا وقت آئے تو بولیں ۔ کس چیز کا question جناب چیئرمین back ground یہ ہے کہ custodian killings کی تعداد کا پتہ ہی کوئی نہیں ۔ back ground یہ ہے کہ جس انداز سے لوگوں کو جھوٹے کیسوں میں پھنسایا گیا ہے اس کی حد و حساب نہیں ؛ back ground یہ ہے کہ لوگوں کا پولیس پر اور عدلیہ پر اعتماد اٹھ گیا ہے ۔ اس back ground کے باوجود شہباز شریف نے یہ گوارا کیا کہ لندن سے اڑ کر لاہور ائرپورٹ آ کر اترا ۔ اس back ground کے باوجود یہ جانتے ہوئے کہ یہ ملک اب کس انداز سے چل رہا ہے اس ملک کی عدلیہ اب کس انداز سے جا رہی ہے ' اس ملک میں پولیس کا کیا انداز ہے فکر کا عمل کا ؟ اس کے باوجود آپ شہباز شریف کو شاباش دیں کہ ان حالات میں' ان واقعات میں' اس ماحول میں وہ شخص وہاں سے اڑ کر لاہور ائرپورٹ پر پہنچا جو پہلا welcome اس کو لاہور ائرپورٹ پر ملا وہ آپ کو اور ہم سب کو معلوم ہے کہ کس انداز میں اس کو welcome کیا گیا تھا ۔ ابھی اس back ground کے اندر وہ شخص لاہور ائرپورٹ پر اترنے کے بعد جس انداز سے اس کو treat کیا گیا وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ ملک کیا ہے یہ تو کہتے تھے کہ تم آؤ اور عدالت کو face کرو اور عدالت کو face کرنے کے بعد جو عدالت کا فیصلہ ہو اس کے حساب سے عمل کریں گے لیکن یہ لوگ جس انداز سے behave کر رہے ہیں وہ تو ایک عجیب انداز ہے ۔ جمعہ کا دن عدالت کے وقت سے پہلے اخبارات میں خبروں پر خبریں جو انداز فکر ہے ان سب کے بارے میں اس کو کہا جا رہا ہے کہ چلو عدالت میں چلو ریمانڈ لینے کے لئے ۔ اسے یقین نہیں ہے کہ یہ کہاں لے جا رہے ہیں اس نے

صرف ایک بات کی کہ مجھے میرے وکیل کو بلانے دو' میرا وکیل ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ جس انداز سے custodian killings ہوئی ہیں وہ اس کو بھی پتہ ہے ۔اور پولیس جس انداز سے لے جا کر گولی مار رہی ہے لوگوں کو وہ بھی اس کو پتہ ہے ؟ اس نے صرف یہ کہا اور جناب چیئرمین میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور اس ہاؤس سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ اس کا مطالبہ ناجائز تھا ان حالات میں ؟ ان واقعات میں جو کراچی میں ہو رہے ہیں ۔ جو باڑہ میں ہوا' جو سوئی میں ہو رہا ہے پورے ملک میں جو ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہے rule of Law نام کی کوئی چیز نہیں ہے جو جمہوریت کا بنیادی ستون ہے ۔ ان حالات میں اگر اس شخص سے یہ کہا کہ بھائی میرے وکیل کو بلا دو Article 10 of the Constitution مجھے اس بات کی guarantee دیتا ہے ۔ اجازت دیتا ہے کہ میں اپنی مرضی کا وکیل کھڑا کرسکتا ہوں؟ تو جس شخص نے اس کے ساتھ زیادتی کی اس کا نام ہے سجاد حیدر جو ایف آئی میں میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی پوسٹ پر ہے اس شخص نے اس کیا دھکے دیئے مارا اس کو اور کس شخص کو مارا ۔ جو اس ملک میں سب سے زیادہ man handle ٹیکس ادا کرتا ہے ۔ جو اس ملک میں ایک respectable tax payer ہے ۔ نمبر دو ۔ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہے پنجاب اسمبلی میں جو کہ اس ملک کی سب سے بڑی صوبائی اسمبلی ہے ۔ وہ شخص جو ایک respectable family سے تعلق رکھتا ہے اور جیسا کہ میرے ساتھیوں نے بتایا کہ وہ شخص جو پہلے M.N.A رہ چکا ہے ۔ وہ شخص جس کا کبھی کوئی criminal past record نہیں ہے ۔ اس کے ساتھ جس انداز سے انہوں نے mis behave کیا۔

(مداخلت)

سید محمد فضل آغا: جناب میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ بہت ہی serious ہے حکومت نے پورے ملک کا جیسے مذاق بنایا ہے ۔ Law and Order کا مذاق بنایا ہے اسی طرح ہاؤس کا مذاق بنایا ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تقریر کرنے دیں مداخلت نہ کریں ۔ بہرحال جی it is good that these points are discussed so that جی اچھا ہے جی جناب رضا ربانی صاحب ۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ how we can improve things and may be yes Mr.Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: I would just like to say that we have taken ' no objection' to the point of order being discussed but as you would agree with me Sir, there has been interruption of Mr. Aftab Sheikh. 'Question' is an established parliamentary practice which members from either side during the course of a debate-----

(interruption)

Mian Raza Rabbani: If they feel that a statement is questionable, then throughout the world 'question' is an accepted form of parliamentary practice.

جناب چیئرمین۔ اس پر پھر کسی وقت فیصلہ کر لیں گے ابھی debate چلنے دیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ کیا explanation آئی ہے ذرا آپ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ explanation آئی کہ شہباز شریف bath room میں گھس گئے انہیں باہر نکالنا پڑا۔ جس بندے کو اتنی بڑی guard لے کر یہاں پر آئی ہے وہ بندہ یہ نہیں جانتا کہ میں اکیلا bath room میں گھس جاؤں گا کیا وہاں میری safety ہے یا میں بچ جاؤں گا۔ ایسی funny explanation دی گئی ہے جس کا حد و حساب نہیں ہے ۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس شخص کے دل میں apprehension تھی اس نے ان سے مطالبہ کیا کہ مجھے وکیل چاہیئے اس وقت آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں ۔ جمعہ کا دن ہے عدالت کا وقت نہیں ہے اور اگر عدالت چھٹی کے دن وقت سے پہلے آ کر بیٹھ سکتی ہے تو جناب چیئرمین' وہ عدالت نہیں ہے وہ ان کا پروپیگنڈہ ہے وہ ان کے beck and call پر ہے اور ایسے آدمی کا نہ کوئی بھروسہ' نہ کوئی اعتبار'

دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل کیا ہوا ' کل جب لوگوں کے جذبات ابھرے ' جب آپ نے ایک معزز آدمی سے ' ایک tax payer سے ' ایک Leader of the Opposition سے' ایک ایسا آدمی جس کا past record clean تھا' ایک ایسا آدمی جو پہلے MNA رہ چکا تھا اس سے اس قسم کی زیادتی کی تو ظاہر ہے لوگوں کے جذبات ابھرے تو لوگوں نے جذبات کے ابھرنے کا مظاہرہ کیا تو آپ نے فوری دیکھا کہ یہ بہت اچھا

موقع ہے چوہدری شجاعت کو بھی اس میں پھانس لوجبکہ اخباروں میں یہ آیا ہے تمام اخباروں میں یہ بات آئی ہے کہ چوہدری شجاعت وہاں پہنچے اور انہوں نے mob کو control کیا اور کہا کہ یہ توڑ پھوڑ یا جو کچھ آپ جذبات کا اظہار کر رہے ہیں' نہ کریں ' یہاں سے واپس جائیں ' جس شخص نے یہ کام کیا اس کے متعلق SSP Islamabad ٹیلی ویژن پر آ کر کہتا ہے کہ ہم نے اس کے خلاف پرچہ کاٹ دیا ہے اور ہم نے ملک لعل خان کے خلاف بھی پرچہ کاٹ دیا ہے ۔ جناب والا' یہ کہاں کا انصاف ہے ایک آدمی لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ' ان کو روکنے کے لئے' ان کو سمجھانے کے لئے بھاگا ہوا آتا ہے کہ قانون اپنے ہاتھ میں نہ لو ' کوئی اور طریقہ ہے ' دوسرے طریقے ہم اختیار کریں گے مگر یہ طریقہ نہیں ہے ۔ اس کو بھی main ملزم بنا دیا گیا اور آپ دیکھیئے کہ وہ شخص Deputy Leadr of the Opposition in Senate ہے اور دوسرے صاحب Leader of the Opposition in Punjab Assembly ہیں ان کا تو یہ حال ہے ۔ اس ملک میں کہاں کی جمہوریت ' کہاں کا rule of law' کہاں کا دستور اور کہاں کا قانون ہے ۔ جیسے قاضی صاحب نے فرمایا تھا کہ قانون کی حکمرانی نہیں ہے حکمرانوں کا قانون ہے ۔ جس کا جو مرضی آئے orders pass کر رہا ہے ۔ اب میں صرف ایک بات کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا آپ کو یاد ہوگا محترم چیئرمین صاحب کہ میں نےاور محترمہ نسرین جلیل صاحبہ' ہم دونوں نے اور اشتیاق اظہر صاحب نے کھڑے ہو کر اس ایوان میں ہم نے کئی دفعہ شور مچایا کہ ہمارے کچھ لوگ غائب ہیں جس میں ہم نے ایک نام رئیس فاطمہ کا نام لیا ' آپ کو یاد ہوگا ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اس فلور پر آپ کے سامنے یہ بات دہرائی گئی اور ہم نے کہا کہ جناب رئیس فاطمہ کا کوئی پتہ نہیں ہے وہ ٹرین کے ذریعے لاہور گئی تھی ---

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے اس فلور پر ریکارڈ گواہ ہے ' نام لے کر کہا تھا شازیہ فاروق' رئیس فاطمہ' انیس قائم خان یہ غائب ہیں ۔ ان کا کوئی پتہ نہیں ہے اور رئیس فاطمہ کے بارے میں ہم نے کہا تھا کہ وہ قوم کی بیٹی ہے ' وہ کہاں ہے ' کس کی custody میں ہے ۔ متعدد بار این ڈی خان صاحب گواہ ہیں He is on record having denied کہ ہمیں کوئی پتہ نہیں۔ ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ جناب وہ قوم کی بیٹی ہے وہ کہاں ہے کس کی custody میں ہے ؟ متعدد بار این ڈی خان صاحب on record ہیں he is on record

having denied کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ رئیس فاطمہ کہاں ہے - یہ 25 ستمبر کی سینٹ کی proceedings ہیں جس میں جناب این ڈی خان صاحب کا جواب یہ ہے۔پروفیسر این ڈی خان- میرا خیال یہ ہے کہ یہ شاید پوری بات نہیں بتائی ہے ان کا حکومت کو کوئی علم نہیں ہے اور اس سلسلے میں میں مذاکراتی ٹیم کے اجلاس کے دوران بھی انہیں آگاہ کیا تھا کہ ہماری علم میں ایسی کوئی گرفتاری نہیں ہے '

پروفیسر این ڈی خان- جناب یہ جو معزز ممبر quote کر رہے ہیں یہ جو negotiations ہو رہی تھیں اس کی proceedings ہیں اور half truth ہے جو یہاں پر پیش کر رہے ہیں -

جناب چیئرمین-نہیں یہ سینٹ کی بات کر رہے ہیں -

جناب آفتاب احمد شیخ- یہ تو on the record ہے -

پروفیسر این ڈی خان- اچھا اچھا - that is all right.

جناب آفتاب احمد شیخ- یہ جناب on the record ہے - he has raised this point and there was a reply which came from the Law Minister he said کہ مجھے کچھ نہیں معلوم یہ کون عورت ہے یہ کہاں ہے یہ ہماری custody میں نہیں ہے - یہ جواب ہے یہ recorded ہے - this is 25th of September, 1995 اب ہمیں جواب ملا ہے جناب والا ! یہ ' Government of Pakistan, Office of the Chief Commissioner Islamabad Capital Territory. یہ جواب آیا ہے۔

This is addressed to Mr. Muhammad Hanif, Section Officer Ministry of Interior, Islamabad .

Subject:- Report in respect of Mr. Anis Ahmed Khan Qaimkhani, Mst. Rais Fatima, Mst. Shazia Farooq. Mst. Rais Fatima D/o Muhammad Abid Siddiqui was detained under Section 3 of the Maintenance of Public Order Ordinance, 1960 on a Police Report by the District Magistrate Islamabad for 30 days with effect from 19-8-1995 the period of detention was further extended till 17th October, 1995

under the same provision of law by the order of the Chief Commissioner ICT while exercising the powers of Provincial Government. The grounds of so and so ...."

On the relevant date Mr. Chairman, the lady was in the custody of the government when this statement was made on the floor of this House. This is the way in which this Senate has been treated by the other side.

یہ دونوں statements ریکارڈ پر ہیں جو اب ہمیں supply کیا گیا ہے اور جو وزیر قانون صاحب کا جو پہلا statement ہے وہ بھی ریکارڈ پر ہے تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بے انتہا اہم معاملہ ہے یہ مسئلہ صرف شہباز شریف صاحب کا نہیں ہے شہباز شریف صاحب صرف signify کرتے ہیں اس institution کو democracy کے اس قدر کو' اس value کو it is not the question of the arrest or maltreatment of Shahbaz Sharif. شہباز شریف صاحب صرف signify کرتے ہیں اس value کو اس قدر کو جو democracy میں supreme سمجھی جاتی ہے right جو آئین guarantee کرتا ہے ۔ supremacy of judiciary, supremacy of law تو جہاں نہ supremacy of law ہو اور نہ rule of law ہو نہ کوئی constitution right کی کوئی مان رہا ہو تو جناب والا یہ تو ایسا serious معاملہ ہے کہ میں آپ سے دست بستہ عرض کروں گا کہ یہ تمام دوست جنہوں نے آپ کے سامنے ابھی اپنی معروضات پیش کیں سب نے یہ کہا کہ یہ بڑا serious issue ہے اس پر بحث ہونی چاہئے۔ میں تو یہی عرض کروں گا آپ سے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔جی جناب شفقت محمود صاحب اس طرف سے بھی سنیں ناں ۔

جناب شفقت محمود ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! بڑی خوشی ہے کہ معزز ممبر آفتاب شیخ صاحب نے rule of law کی بات کی ہے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کچھ ایسی صورتحال بن گئی ہے کہ بہت سارے لوگ اپنے آپ کو rule of law سے above سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو قانون کی جو دسترس ہے وہ عام لوگوں تک تو ہے لیکن اس قانون کی دسترس ہمارے تک نہیں ہے اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے ساتھ کچھ جائز بھی ہو تو وہ تو بہت زیادتی ہے لیکن ہم جو مرضی کر سکیں اس کے بارے میں سب خیر ہے ۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنی یہاں

باتیں کی جارہی ہیں آج سے دو سال پہلے تقریباً تین سال پہلے 92 میں جب long march کیا Peoples Party نے تو اس وقت جناب Deputy Leader of the Opposition جو سینٹ کے ہیں وہ وزیر داخلہ تھے اور ماشاء اللہ جناب نواز شریف کی حکومت تھی اور جناب شہباز شریف صاحب ایک اول Advisor تھے اس وقت جو ہمارے ساتھ کیا گیا ، میں پیپلزپارٹی سیکرٹریٹ کا انچارج تھا' اس سیکرٹریٹ کو بغیر کسی آرڈر کے ، بغیر کسی قانون کے ، بغیر کسی وارنٹ کے اس کو بند کر دیا گیا اور ہم سب کو arrest کر لیا گیا۔ اس میں رضا ربانی صاحب کو بھی arrest کیا گیا' ہمارے سابقہ سینیٹر اور موجودہ گورنر سندھ کمال اظفر ان کو arrest کیا اور اڑتالیس گھنٹے کے بعد جناب مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا اور وہاں سے بھی بغیر کسی آرڈر کے' بغیر کسی چیز کے راتوں رات 14 گھنٹوں تک ٹرکوں میں بند کر کے میانوالی جیل ٹرانسفرکر دیا اور ہم کہتے رہے کہ جناب ہمیں کوئی آرڈر دکھایئے ۔ کوئی بتایئے کہ یہ ٹرانسفر کس بات پر ہو رہی ہے ، کوئی وجہ ہے ، ہمیں کسی مجسٹریٹ کے سامنے لے جانا ہے لیکن کوئی مجسٹریٹ نہیں' کوئی کچھ نہیں اور 14 گھنٹوں تک اس چھوٹے سے ٹرک کو تالا لگا دیا گیا ۔ یہ میر ی چشم دید بات ہے اور بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ کئی وہاں بزرگ تھے جنہوں نے کہا کہ خدا کا واسطہ تھوڑی دیر کے لئے اس ٹرک کا دروازہ کھول دو تا کہ ہم رفع حاجت وغیرہ کر لیں لیکن وہ بھی نہ کیا گیا ۔ جو وہاں پر حالات بنے ، پھر میانوالی جیل میں جا کر سب کو death cellsمیں پانچ پانچ ، چھ چھ لوگوں کو ایک death cell کے اندر بند کر دیا۔ مسئلہ جناب صرف یہ ہے کہ ہم نے کبھی ایسا واویلا نہیں کیا اور واویلا اس لئے نہیں کیا کیونکہ ہماری پارٹی اور ہم نے اس قسم کی صعوبتیں ، مصیبتیں بحالی جمہوریت کے لئے بڑی دیر سے برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن ان کا مسئلہ یہ کہ یہ ناز و نعم میں پلے ہیں ۔ ان کو پہلے مارشل لاء نے اپنی گود میں لیا اور گود میں لے کر کسی کو وزیر بنا دیا ، کسی کو مشیر بنا دیا' اس کے بعد کسی کو وزیر اعلیٰ بنا دیا ۔ پھر انہوں نے بنکوں میں لوٹ مار کی۔ صرف ایک فیملی نے پاکستان کے بنکوں میں سے 700 کروڑ روپیہ قرضہ لیا اور بنکوں کو دیوالیہ بنا دیا گیا اور ہر قسم کی جو financial بے ایمانی ہو سکتی ہے وہ کی گئی اور اس کے بعد جب ان سے کچھ پوچھ گچھ کی جائے' جب ان کو کہا جائے کہ جناب یہ آپ کے خلاف مقدمات تھے اور باقاعدہ مقدمات رجسٹرڈ کئے گئے اور اس میں پھر ان کو arrest کیا گیا اور ان کا interrogation کے بعد جب پولیس ریمانڈ ختم ہو گیا تو انہوں

نے کہا کہ ہم نہیں مانتے ، ہم نہیں جائیں گے۔ یہ اسلئے ہے کہ ان لوگوں کی عادتیں خراب ہوئی ہوئی ہیں ، مارشل لاء کے ساتھ اور باقی پاکستان کی جو Establishment ہے اس کی جو support تھی اس کی وجہ سے عادتوں کی یہ صورت حال ہے کہ اگر شہباز شریف جیل میں جائے تو اوہ اوہ کوئی بہت بڑا اندوہناک واقعہ ہو گیا ہے پیپلز پارٹی کی محترمہ بینظیر بھٹو جیل میں جا سکتی ہیں ، ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا جا سکتا ہے اور ہمارے ہزاروں تعداد میں لوگوں کو پابند سلاسل کیا جا سکتا ہے اور ہمارے لوگوں کو کوڑے مارے جا سکتے ہیں وہ کوئی بات نہیں ہے یہ ناز و نعم میں مارشل لاء کی پیداوار یا ان کی گود میں پلے ہوئے ہیں اس قوم کو لوٹ مار کر کے یہ کروڑوں روپوں کی جائیدادیں بنانے والے ان کو اگر یہ کہا جائے کہ جناب اٹھیئے آیئے تشریف لائیں ابھی ہم آپ کو پولیس ریمانڈ سے جوڈیشیل ریمانڈ میں بھیج رہے ہیں تو ایک طوفان برپا ہو گیا ہے ۔ جناب جیسے شہباز شریف خدانخواستہ کوئی خاص مخلوق ہے کہ ان کو پولیس نے کہا ہے کہ جی آپ آئیں اور آ کر مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوں کیونکہ آپ کو جیل بھیجنا ہے ، کچھ خدا کاخوف کیجئے ، کچھ اس کے اوپر سوچیئے ، ان لوگوں نے اس ملک کے ساتھ کیا کیا ہے ۔ انہوں نے اس ملک کو لوٹا ہے اور جو ظلم اس ملک کے ساتھ انہوں نے کیا ہے وہ آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے۔ باقی سیاست اپنی جگہ ہے لیکن آپ کو پتہ ہے کہ انہوں نے اس ملک کے ساتھ کیا کیا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ کن کن پراجیکٹس میں انہوں نے پیسے کھائے ہیں ، آپ کو پتہ ہے کہ 14 انڈسٹریز تو صرف دو سال کے عرصہ میں شریف خاندان نے لاہور کے ارد گرد لگائی ہیں اور پھر ان انڈسٹریوں کے لئے سڑکیں بنائی گئیں جو رائے ونڈ کے علاقے کو ایک کیپیٹل بنایا گیا وہ آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے ۔ افسوس کی بات یہ ہے اور جناب مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ یہ ساری جو سیاست کا سلسلہ ہے اس کے ذریعے جو اپنے داغ ہیں ، جو اپنے دھبے ہیں ، جو اپنے گناہ ہیں ان کو چھپایا جا رہا ہے اور یہ سب دھل دھلا کے شفاف بن کے باہر نکل آئیں گے اور کہیں گے کہ جناب ہم نے تو کوئی برائی نہیں کی ، ہم نے تو کوئی لوٹا نہیں، ہم نے کچھ نہیں کیا تو میرے بھائی خدا کا خوف کرنا چاہیئے ، ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ اب ان کو قانون کے سامنے آنا پڑے گا ، اگر ان کو جیل جانا ہے تو جیل جانا پڑے گا، اگر مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونا ہے تو پیش ہونا پڑے گا اور اس میں ان کی دھونس دھاندلی نہیں چلے گی اور یہ ناز و نعم والی بات نہیں چلے گی۔

اس وقت میں ایک اور عرض کروں کہ چھٹی والے دن ڈیڑھ سو آدمیوں کو لا کر اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت پر حملہ کرنا ، توڑ پھوڑ کرنا ، اور اس پر اس کو justify کرنا کہ جناب یہ توڑ پھوڑ ہوئی ہے۔ ہمیں دہشت گرد کہا جاتا تھا کیونکہ ہم ایک مارشل لاء کو resist کر رہے تھے، اس لئے ہم تو دہشت گرد بن گئے۔ لیکن ان لوگوں نے چھٹی والے دن جاکر A.C. کی عدالت میں توڑ پھوڑ کی ، شیشے توڑے ، اور سب کچھ کیا، وہ درست ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آج لاہور میں FIA کے دفتر پر حملہ کیا ہے، اس کی توڑ پھوڑ کی ہے وہ ٹھیک ہے۔ ایئرپورٹ پر جا کر VIP Lounge کو تہس نہس کردیا ، وہ ٹھیک ہے۔ تو یہ سب کچھ ٹھیک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مخلوق ہے، اس لئے کہ وہ پاکستان کا کوئی آٹھ نو سو کروڑ روپیہ کھا گئے ہیں، اس لئے کہ وہ کوآپریٹیوز میں سے دو ارب روپیہ جو ہے وہ ہڑپ کر گئے ہیں، اس لئے یہ اللہ تعالی کی خاص مخلوق ہیں۔ ان کو کچھ نہ کہا جائے، ان کو اگر ہاتھ لگایا تو بہت تکلیف ہوگی، او ہو ہو، ایک زلزلہ آگیا ہے کہ جناب شہباز شریف کو کسی اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے کہا کہ جی آپ چلیں ، آیئے وہاں پر، اور اس کے پیچھے ہاتھ رکھ کر کہا ہوگا جناب چلیں۔ او ہو، جناب میری پیٹھ میں درد ہوگیا، میری گردن میں درد ہوگیا، دو سال تک میں نے علاج کرایا۔

میں جناب صرف یہ عرض کروں گا چیئرمین صاحب! کہ یہ کچھ حوصلہ دکھائیں۔ اگر آپ نے جرم کئے ہیں، یہ ظلم کئے ہیں تو شیر بنیں اور یہ جو الزامات ہیں ان کو face کریں اور یہ کہ جی اس چیز سے اجتناب کریں اور کچھ ہمت دکھائیں، کچھ مردانگی دکھائیں۔ یہاں جتنے ہمارے لوگ بیٹھے ہیں، پوچھیں ان سے ۔ جہانگیر بدر ہمارے معزز سینیٹر کتنی دفعہ جیل میں گئے ہیں، این۔ ڈی۔ خان، جنرل نصیر اللہ بابر، رضا ربانی، جتنے ہمارے ساتھی یہاں بیٹھے ہیں سارے جیل میں گئے ہیں۔ امداد اعوان ، کون ایسا ہے جو جیل میں نہیں گیا۔ کون ایسا ہے ملک قاسم صاحب ، کون ایسا ہے میں تو کس کس کا نام لوں۔ کون جیل نہیں گیا کس نے صعوبتیں برداشت نہیں کیں کون کال کوٹھڑیوں میں نہیں رہے تو یہ بیچارے---------

جناب چیئرمین: میرے خیال ہے آپ نہیں گئے۔

جناب شفقت محمود: میں بھی گیا ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا۔

جناب شفقت محمود: میں بھی گیا ہوں۔ جناب میں جو آپ کو عرض کر رہا تھا۔ میں اپنی آپ بیتی بتا رہا تھا کہ میرے دفتر پر حملہ کیا، مجھے اڈیالہ جیل میں بند کیا، پھر 14 گھنٹے ٹرک میں بند کر کے میانوالی جیل لے گئے۔ وہاں جا کر بند کردیا۔ تو مقصد یہ ہے کہ ہمارے لئے، ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک نیک مقصد ہے، ہم پاکستان میں جمہوریت کی خاطر جنگ کر رہے ہیں، اس کے لئے ٹھیک ہے جو عذاب آئے، یہ بات چلتی رہے گی۔ لیکن ان کا پرابلم اور ہے۔ ان کا پرابلم ہے کہ یہ establishment کا حصہ رہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ جناب ہمیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا اور اگر ان کو کوئی ہاتھ لگائے تو او ہو ہو، طوفان اور زلزلہ آجاتا ہے۔ تو میں تو ان سے کہتا ہوں کہ کرتے رہیں جو کچھ آپ کرتے ہیں، ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوگا، اس لئے کہ وہ فیض صاحب نے کہا تھا، اور ان کے بارے میں کہ،

ظلم کا زہر گھولنے والے کامراں ہوسکیں گے آج نہ کل
جلوہ گاہ وصال کی شمعیں وہ بجھا بھی چکیں اگر تو کیا
چاند کو گل کریں تو ہم جانیں

جناب چیئرمین: آپ آخر میں نہیں کریں گے۔ آپ آخر میں کریں ناں۔

میاں رضا ربانی: میں پہلے کرلوں پھر لاءمنسٹر .... would also۔

جناب چیئرمین: تو فرق ہے آپ میں اور لاءمنسٹر میں۔

میاں رضا ربانی: نہیں فرق تو نہیں ہے۔

Mr. Chairman: I think you should come in the end.

تاکہ آپ wind up کرکے جواب دے سکیں۔

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, on point of personal explanation.

جناب چیئرمین: جی جی۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں بڑے دکھ سے یہ بات کہتا ہوں کہ محترم سینیٹر جہانگیر بدر صاحب نے جو باتیں ابھی کہی ہیں، میں مجبور ہوں کہ ان کا نوٹس لوں point of

personal explanation کے اوپر۔ میں نے اپنی گزارشات میں جمعہ کسی فرد کے خلاف نہیں کہا تھا حتیٰ کہ میں نے پیپلز پارٹی کے بھی ضمیر کو جھنجوڑنے کی کوشش کی تھی اور حکومت سے اپیل کی تھی کہ یہ مسئلہ کسی ایک پارٹی ، کسی ایک فرد کا نہیں' یہ ایک انسانی مسئلہ ہے یہ مہذب معاشرے کا مسئلہ ہے' یہ اسلامی روایات اور معاشرت کا مسئلہ ہے اور اس کو مل جل کر ، اس برائی کو اس خرابی کو ختم کیجیئے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس issue پر بات کرتے' انہوں نے اپنی دانست میں بڑی ذہانت اور ہوشیاری دکھائی اور ہر چیز لاکر کے وہی ضیاء الحق کے اوپر ڈالنے کوشش کی۔ جماعت اسلامی نے جنرل ضیاء الحق کو کبھی امیر المومنین نہیں کہا' ہمارے کسی لیڈر نے نہیں کہا' ہم نے کبھی اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم نے اس زمانے میں بھی یہ کہا کہ مارشل لاء غلط ہے اور مارشل لاءختم ہونا چاہیئے اور ہم چند مہینے جو تعاون کی ہماری ان کے ساتھ صورت رہی ، وہ اس وقت تھی جب کہ پولیٹیکل پارٹیز موجود تھیں' اس وقت مارشل لاء میں پولیٹیکل پارٹیز freedom of press, freedom of judiciary, کا نظام موجود تھا' اس زمانے میں ہم نے تعاون کیا اور جس وقت یہ طے ہوگیا کہ 23 مارچ 1979 کو اعلان ہوا کہ نومبر 1979ء میں انتخابات ہوں گے ، ہم نے خود استعفیٰ دے دیا۔

اگر مارشل لاء کے کسی قاعدے کے تحت انہیں تکلیف ہوئی ہے تو ہم اس کی تائید کرنے والوں میں نہیں ہیں ۔ مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ انہیں کوڑے لگے ہیں یا نہیں ۔ مجھے یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اس سے پہلے کسی اور ذیل میں یہ بات آ چکی ہے یا نہیں کہ جب پیپلز پارٹی برسراقتدار تھی' سرٹیفکیٹ دے کر رہائیاں حاصل کی گئی ہیں ، میں ان باتوں پر نہیں جانا چاہتا لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ دوسرے پر الزام لگانے میں غلط بیانی سے کام نہ لیں ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اس طرح کے واقعات کی آپ بات کریں گے تو پھر اس ملک میں پیپلز پارٹی کے پہلے دور اقتدار میں کیا ہوا ہے ۔ خود جناب بھٹو نے مارشل لاء کی انگلی تھام کر سیاست میں قدم کیسے رکھا ۔ ان کو حکمرانی کرنے کا کیا mandate حاصل تھا ۔ انہوں نے کس طرح سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے حکومت کی ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ 1973 کے آئین کے نافذ ہونے کے بعد ایک دن بھی اس آئین پر عمل نہیں ہونے دیا گیا ۔ fundamental rights suspended رہے ۔ مارشل لاء اگر آیا تو آپ کی کرتوتوں کی وجہ سے آیا ۔ اس لئے آیا کہ آپ نے ظلم کیا ۔ اس لئے آیا کہ آپ نے جمہوریت کا گلہ گھونٹا ۔ ملک قاسم

صاحب یہاں موجود ہیں ' اگر افراد کی بات ہی ہو رہی ہے تو ان سے پوچھ لیجیئے کہ ان کے ساتھ اس زمانے میں کیا ہوا تھا ۔ صرف انہی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اوروں کے ساتھ کیا ہوا تھا ۔ آج آپ کے ارد گرد جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ' وہ ضیاء الحق کے آدمی تھے یا نہیں ؟ ان کی شوریٰ کے کتنے اراکین ہیں جو آج آپ کی کابینہ میں موجود ہیں اور آج آپ کے وزیر بنے ہوئے ہیں جن کے ہاتھوں مارشل لاء کے قانون نافذ ہوئے ' ان کو آپ نے گورنر بنایا ہے ۔ یہ تو آپ کا کردار ہے ۔

اگر آپ اس قسم کی بات کریں گے تو آپ کو جواب بھی بھرپور ملے گا ۔ لیکن میں نے تو یہ کہا تھا کہ آئیے ! اس سطح سے اوپر سوچیں ۔ خواہ غلطی کسی نے بھی کی ہو ' کسی نے بھی ظلم کیا ہو ' کسی نے بھی زیادتی کی ہو ' وہ ذوالفقار علی بھٹو نے کی ہو یا جنرل ضیاء الحق نے کی ہو ' وہ نواز شریف نے کی ہو یا آپ کے دور میں ہو رہی ہو ۔ آئیے ! ان برائیوں کو ختم کریں ' اس ظلم کو ختم کریں ۔ اس کے خلاف مل کر کوشش کریں ' اس لئے کہ برائی ' برائی کو justify کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے ۔ اگر مالی اعتبار سے کسی بھی خاندان نے ' خواہ وہ زرداری خاندان ہو یا میاں صاحب کا خاندان ہو ' ملک کو نقصان پہنچایا ہے ' ان کا احتساب ہونا چاہیئے لیکن احتساب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ایک شریف آدمی کو جرم ثابت ہونے سے پہلے زدوکوب کریں ' دھکے دیں ۔ کیا وزیر داخلہ بتا سکیں گے کہ اگر وہ بیت الخلاء میں جا رہا تھا تو کیا وہ اس کا دروازہ کھلا رکھتا ۔ دروازہ بند کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ کہیں جا رہے تھے ۔ یعنی قانون سے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا ؟ آپ کی قید میں تھا ' آپ کے کنٹرول میں تھا ۔ آپ کی پولیس کی تحویل میں تھا ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ' جو کچھ آپ نے کیا ' اس پر رینجر نے احتجاج کیا ۔ جس کی وجہ سے بات زیادہ آگے نہیں بڑھی ۔ ہم اگر اس واقعہ پر تنقید کر رہے ہیں تو اس لئے کر رہے ہیں کہ man handling ہے ۔ ایسا واقعہ کسی بھی شریف انسان کے ساتھ ہو ' خواہ یہ کوئی بھی ہو ' اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہ اگر ایک شخص پر جرم ثابت ہو جاتا ہے تو قانون کے تحت جو بھی اس کے لئے سزا طے ہوئی ہے ' اس سزا سے ذرا سی زیادہ اسے سزا دیتے ہیں تو یہ بھی غلط ہے ۔ ہمارا اعتراض اس پر ہے ۔ ہمارا اعتراض یہ نہیں ہے کہ ایسا نواز شریف کے ساتھ کیا گیا ہے یا شہباز شریف کے ساتھ کیا گیا یا جہانگیر بدر کے ساتھ کیا گیا یا میرے ساتھ کیا گیا ۔ افراد کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ issue کا ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں انفرادی سطح

سے بلند ہو کر اس مسئلہ کے لئے سوچنا چاہیئے ۔ ایک دوسرے کو گالیاں دینے اور برابھلا کہنے اور چور کہنے کی بجائے ہمیں یہ کرنا چاہیئے کہ جہاں بھی کوئی غلطی ہو رہی ہے ' اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے ' یہی صحیح راستہ ہے اور اس کے علاوہ آپ جو بھی راستہ اختیار کریں گے وہ صحیح نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ میاں رضا ربانی صاحب ۔

جناب جہانگیر بدر۔ میں جناب والا! وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ پہلے وضاحت ہو گئی ہے ۔

جناب جہانگیر بدر۔ یہ وضاحت بہت ضروری ہے۔ It is a mater of record یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ فرمائیں ۔

جناب جہانگیر بدر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں پر جو بات کی جا رہی ہے ' وہ democratic process اور Rule of law کی بات ہے ۔ اس میں میرا point of view پہلے بھی یہی تھا اور اب بھی یہی ہے کہ جب democratic process اور Rule of law کی بات ہو تو اس پر ایک سائیڈ کی طرف داری کرنے کے لئے بات نہیں کرنی چاہیئے ۔ جس طریقے سے یہاں پر شہباز شریف کا کیس پیش کیا گیا ہے ' اس میں طرف داری پائی جاتی تھی ۔ میں نے جو باتیں کی ہیں' وہ ریکارڈ پر ہیں ۔ میں نے جماعت اسلامی کے متعلق یہ نہیں کہا کہ انہوں نے ضیاء الحق کو امیر المومنین کہا تھا ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ جنرل ضیاء کو امیرالمومنین بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تاہم وہ کوشش کامیاب نہیں ہو ئی تھی ۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا ۔ یہ بات آئی کہ انہوں نے اس وقت مارشل لاء کی مخالفت کی تھی ۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے کہتا ہوں جب شہید ذوالفقار علی بھٹو کو رات کے اندھیرے میں قتل کیا گیا تو ان کی جماعت کے ایک لیڈر جنرل ضیاء الحق نے جو مجلس شوریٰ بنائی تھی اس میں وزیر تھے ۔ تو پارلیمنٹ میں تاریخ کو درست رکھنا ہماری ذمہ داری ہے ۔ اس وجہ سے ہم یہ بات کر رہے ہیں ۔ باتیں تو کئی تھیں ۔ اگر یہ ہمارے پہلے دور کی بات کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ ۔ آئیں جو جو بات کرنا چاہتے ہیں کریں ہم اس کے جواب کے لئے تیار ہیں ۔ میں نے یہ بات بھی درست کہی تھی کہ

جب مجھے کوڑوں کی سزا ہوئی تھی ۔ پروفیسر صاحب کو نہیں پتہ۔ حالانکہ میں ان کو پارلیمنٹ میں بہت پڑھا لکھا معزز سینیٹر سمجھتا ہوں ۔ ایک بہت بڑے راہنما ہیں ۔ ان کا حافظہ بہت اچھا ہے ۔ بہت تیاری کرکے آتے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں پتہ کہ مجھے سزا ہوئی تھی یا نہیں لیکن میں انہیں ریکارڈ پر یہ دکھا سکتا ہوں کہ انہی کے ایک لیڈر نے کہا تھا کہ فوری طور پر کوڑوں کی سزا پر عمل درآمد کیا جائے تو میرا کہنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ رول آف لاء سب کے لیے ایک جیسا ہونا چاہیئے ۔ کسی کے ساتھ ملک میں زیادتی ہو تو اپوزیشن کو ان کے لئے بھی بولنا چاہیئے ۔ صرف شہباز شریف کے لئے نہیں ۔ بڑی مہربانی

جناب چیئرمین۔ اصل چیز تو یہی ہے کہ کیا ہم agree کر سکتے ہیں کہ جو زیادتی شفقت محمود سے ہوئی یا ملک قاسم سے ہوئی یا کسی سے ہوئی وہ بھی غلط ہے اور جو زیادتی شہباز شریف سے ہوئی وہ بھی غلط ہے ۔ مارشل لاء تو مارشل لاء ہے ۔ دوسری جو اہم چیز ہے کہ یہ کیوں ہوتی ہے ۔ یعنی یہ چیز اگر پولیس کرتی ہے ۔ بابر صاحب نے تو نہیں کیا ناں' یا رضا ربانی تو کرنے نہیں گیا ناں' یا شفقت محمود پر شجاعت حسین نے حملہ تو نہیں کیا ناں' یہ تو وہ پولیس والے یا جو بھی کرتے ہیں ۔ تو کیوں کرتے ہیں ۔ کیا ہمارے اداروں میں کوئی کمزوری ہے ۔ ہمارے قانون میں کمزوری ہے۔ ہمارے کلچر میں کمزوری ہے۔ ہمارے آئین میں کمزوری ہے۔ اگر ہے تو اس کو دیکھیں۔۔۔

جناب جہانگیر بدر۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب!۔۔۔

Mr. Chairman: This is what we are here for.

یعنی کہیں بھی زیادتی ہو we should be both trying,. both sides. I can see now اس طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ جی ہمارے خلاف بھی ہوئی تھی ۔ اس طرف سے کہا جا رہا ہے کہ ہمارے خلاف ہو رہی ہے ۔ تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیوں ہو رہی ۔ آخر انگلستان میں کیوں نہیں ہوتی ۔ امریکہ میں کیوں نہیں ہوتی۔ اور جو مہذب ملک ہیں وہاں کیوں نہیں ہوتی ۔ Where are we going wrong? So,that is I think the important. اور آپ نے صحیح کہا کہ ہمیں اب یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ زیادتی جہاں بھی ہو اور پھر اس کو روکنے کے لئے ہمارے آئین میں کوئی خامی ہے ۔ ہمارے نظام میں ہمارے کسی چیز میں اس کی طرف سوچیں کہ بھئی کیا کریں ۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین! یہاں پر تو غسل خانے کا مسئلہ ہے کہ وہ بھاگ کر غسل خانے میں جا رہا تھا اور باہر---

جناب چیئرمین۔ نہیں جی، اس کے بارے میں دیکھیں کہ

The fact is that allegations are being made. These should be investigated, I am sure.

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: I am responsible for my officers and I take full responsibility because I was immediately rung up when the incident was taking place and I was informed and I know what transpired and that is what I tried to bring about to the House. I take full responsibility for any action that is taken by my officers.

Mr. Chairman: Allah knows better what happened? What I am saying is that you see allegations

جیسے وہ کہہ رہے ہیں کہ مارشل لاء ایک دور ہے ۔ اس میں کوئی قانون نہیں ہوتا ۔ لیکن شفقت محمود نے کہا کہ میاں نواز شریف کے دور میں یہ چیزیں ہوئیں ۔ then یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جمہوری دور میں یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ کراچی والے الگ پیٹ رہے ہیں ۔ لاہور والے الگ پیٹ رہے ہیں ۔ پنڈی والے الگ پیٹ رہے ہیں۔ So, let us examine where are we going wrong? اب کون بات کرنا چاہتا ہے-- جی تاج حیدر صاحب '

سید تاج حیدر۔ دو جملے میں عرض کروں گا کہ فرق ایک یہ ہوا ہے ۔ پہلے گورنمنٹ کی patronage میں تشدد ہوا کرتے تھے اور اب اگر کوئی ایسا کیس ہوتا ہے تو حکومت ان ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب رضا ربانی صاحب '

Mian Raza Rabbani: Thank you very much, Sir.

Sir, I would not go into the factual aspect because the factual aspect

has been dealt with by the honourable Minister for Interior and he has made a very candid abreast of the fact before the House and he has also made a very generous offer which was never forthcoming in the democratic rule of Mr. Nawaz Sharif that he is willing to have Mr. Shahbaz Sharif go before a Medical Board. To which, with all the hue and cry, with all the allegations and with all the counter allegations and the various remedies this is one which has very conveniently been overlooked, sidetracked and not even bothered about whereas in actual fact this should have been the primary concern to prove the contradiction of the FIA which had come simultaneously wrong but this plea was never raised. So, from there it is for the people of Pakistan to judge as to what is true in the matter. Then the question arises Sir, that if there is no truth in the matter then what was the need of creating such a scene. And here Sir, I would request a little bit of your indulgence because the matter goes far deeper and that is what is being tried to be done from the other side to cover up the actual crime which has been committed and I say this with all the force at my command that in actual fact on Saturday the head of every Pakistani hung in shame, hung in shame for the simple reason that it was for the first time in the history of the Sub-Continent that the institution of the judiciary, that the institution of the court was ransacked under a premeditated conspiracy to try and defame the court, to try and defame the system, to try and defame the very edifice on which the democratic polity today is formed and on which it finds its basis.

Sir, I would like to take you back a little in history, I will not waste too much time of this House. I would like to take you back to show you the culture of the people who are instrumental in the criminal act against the judiciary of

Pakistan, they are those people who are on the record to have said that ' yes I am the heir to the political legacy of General Zia ul Haq' . This is the matter of record. And what was the political legacy of General Zia ul Haq, Zia's legacy was to destory the institution of Parliament, Zia's political legacy was to destroy the institution of the judiciary. He was the one Sir, who usurped the powers of the court. He was the one Sir, who asked judges to come and take oath under the PCO. He was the one Sir, who created kangaroo and military courts, who took away, usurped the jurisdiction of the superior courts, that is the legacy of General Zia ul Haq to which they so proudly claim to be the heirs of.

That is why I say that on Saturday-- the conspiracy goes deeper Sir, I say fine you have a case, alright I give you latitude to the extent of saying that something may had happened for the sake of argument but then what is the recourse, the recourse is superior courts, what is recourse, the recourse is the Press, what is the recourse, the recourse is Parliament. But is this the recourse, that you go and deliberately attack the courts, is this the recourse that you throw the court files? Is this the recourse that you set on flames, the furniture of the institution of the judiciary. What message are you trying to send accross? The message that you are trying to send accross has to be linked with. The statementappearing with people like Mr. Zaki, statements appearing of other notables who say politicians accross the board are corrupt, who say that the parliamentary form of system accorss the board cannot hold sway in Pakistan that the system has failed. This is the message you are tring to set accross? And how is the tempo set for Saturday? The tempo is set for Saturday Sir, look at the record of the National Assembly Members from PML(N), they are on record to have said on the floor of the National Assembly that we will bring the judges in

hand coughs, Members are on record to have brought the judicary into disrepute. The honourable Leader of the Opposition is on record inside and outside the Parliament to have brought judiciary under a deliberate and pre-planned attack just to show that the one side Parliament is redundant on the other side the judicary is redundant to create an atmosphere to show that there is a total collapse and break down of the democratic system. There are ten statements coupled with polite news releases which appear in the daily Jang and which till today have not been contradicted that the Leader of the Opposition has constituted a committee to look into the Presidential form of system prevailing in France. This is what the whole scenario is about. This is what the entire conspiracy is and the criminal attack on the judiciary yesterday, is just a hightening of that.

Sir, look at history they talk about us. I say proudly that we have a glorious tradition even in the face of diversity, even in the face of death, even in the face of the hangings, we have never brought the judiciary into disrepute. What happened? The elected Prime Minsiter of Pakistan was hanged, a judgmentwas given in what fashion but not a whimper in the court, not a slogan raised in the court, we followed the legal course. What happened when I.I. Summu, Tooti was sentenced by Martial Law Courts, Nasir Baloch was senctenced by Martial Law Courts. such courts enjoy no jurisdiction under the Constitution. What happened then? Did we bring the judiciary into disrepute? Was one slogan raised within the premises of the judiciary? Did a single advocate of us, I was appearing, Khan Sahib was appearing, Iqbal Haider was appearing, Rashdi Sahib was appearing, Imdad was appearing you name and they are sitting here who were appearing before those Military Courts. Did any one of

them raise voice? No. We swallowed all of this for the sake of the system. We swallowed all of this because we wanted the federation to grow, we knew that Shaheed has given his life to solidify the federation and for that end we did everything that was required. They talk about our tradition, this is our tradition and what have they done? From day one what have they done? Statements on the floor after floor, raising of slogans and lifting of *Jinazas* within the court prermises. You are a jurist had this ever been heard of , raising of slogans in court premises, breaking up court furnitures on a strike, misbehaving before superior court Judges, what isall of this leading upto. Is this not a systematic way? Is there no melody in this madness, there is and that if the single melody to show that system has broken , to show that the parliamentary form of Government can no longer hold way. I beseech then Sir, because there are I know apart from those parties who sit on the Opposition benches, who were part of the democratic struggle, they may have any political belief, I may differ with their political belief, I may not agree with them ideologically, I may have any difference politically but I have respect for them that they have struggled for their ideals, respect that they have not sold out on principles, respect that they believe in a system , they may not be akin to my thinking but it is a system they believe in. I have respect for them. I have respect for certain members within PMLA, I say this openly, yes, there is a section in them who believe that the system must continue, who believe that Pakistan federation only lies in a Parliamentry form of system, who believe that this is only way that the federation can survive, that the federation can grow, that the federation can blossom and I also feel that apart from this being a conspiracy against the system it is a crude attempt to try and clip the wings of those doves of the system, those lovers of

the system to try and accentuate the polity of polarisation. Sir, this is what actually has taken place. Yes, I agree that human rights, I agree that rules of law, supermacy of the Constitution has to be observed, be it a member of the Opposition, be it the member of the treasury benches, be it an ordinary common citizen, this is something for which we have struggled , we have fought but you have to look at sinister bluff which is behind bringing to light the matter of Mr. Shabaz Sharif why? They talk about discrimination, look at the discrimination in their own ranks when it comes to a question of another M.N.A, they have not bothered , they alleged that Shaikh Rashid was tortured, nobody touched the court at that time. They allegedthat Tahir Rashid is not getting proper medical treatment and that he should be given proper medical treatment, nobody said anything at that time. But when it came to the question of allowing people to go to courts to getting bail, they said 'no' this will be a negation of Rule 90 , this will be a negation of Rule 72 but whenit came to a question of Mr. Abbas Sharif, he was allowed to go to court and get bail. When it came to the question of now Mr. Shahbaz Sharif now all hell has broken loose, why? Why this discrimination, I would like to ask, this further strengthens that there is a sinister blot, I stand here not with the hatchet becausethat is not the policy of my government, I stand here with all the belief, Istill say that we are ready to talk from the day first, from the time when the Prime Minister made the opening remarks on the floor of the National Assembly, till day we have had a consistent policy that let the doors of national reconciliation open up. Let there be a thawing of the ice. Let the polarization come to an end. But always under one pretext or the other, the offers have been spurned. Yesterday, it was alleged that we are peering for our Government and that is why we call for negotiation. I have stated this before on

the floor of this August House and I repeat here again today, we never negotiate out of fear but we never fear to negotiate. And I once again on the floor of this House extend the open arm of cooperation to sit down on all national issues and let the hatchet be buried. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: جی بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman, sir, I would pay tribute for your indulgence and to allow me to say a few words about what worthwhile learned Law Minister of State has just now said.

جناب چیئرمین: جی کہہ دیں۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: He was very emphatic andI know that he is not feeling well today but he was feeling well to suppor this party or to defend his party or to defend the action of a police officer whose conduct was so inhuman to a Leader of the Opposition and he wanted to defend that action very resolutely and very emphatically.

Sir, I would very humbly submit that he has said that we have not done any thing and he has said that so many things have been done by the other party. But, sir, I would like to remind him that what was done in the court room of the Chief Justice who had done that, who had ransacked the office of the Chief Justice? That was the worker of the People's Party in Lahore Hight Court. What was on the Mall road, those were the workers of the Pakistan People's Party and sir, what has been done to the Judges of the Superior Court, Judges of the Supreme Court *(Chamak Damak)* and what was said about the Court (Kangroo court), who had said? Not Nawaz Sharif, not the members of the Pakistan Muslim League. They were the members of the Pakistan People's Party. Now

they say that they hold the judiciary in very high esteem. How, sir, that is possible? They have called them Kangroo court, they have challenged the integrity of the superior judges of the Supreme Court. They have ransacked the office of the Chief Justice of the Lahore High Court. They have raised every slogan against the judiciary on the Mall road. And now they say that they have the high esteem for the judiciary. Sir, at least they should not forget the record. Let it be on record. Who had initiated all these things? Not a slogan, not a single word has earlier been said about the judiciary. It was the Pakistan People's Party who had initiated that, who had ransacked the courts, who had passed the remarks about the highest judicial officers and now they say that so far as the office of the Assistant Commissioner is concerned, they want to protect that and they want to say that well this Shahbaz Sharif did not cooperate with them to go there. Sir, just a man who is in the custody of the FIA, will he run away? Will he go to some other place? Will he go back to London? He was in their cell and how could he run away? Where could he go? He just went inside the bathroom and they tortured the Leader of the Opposition. This is the way, they want to have the esteem for the judiciary. We very well know. Everybody knows. Press knows, public knows. So, sir, it is a matter of record that who tried to ridicule the judiciary? It was the People's Party who tried to ridicule the judiciary and these allegations and these submissions are notcorrect. These should be corrected and should be brought on record but so far as this issue is concerned as my learned brothers have no objection I would very humbly pray to your honour that a time and date should be fixed and we will come with the facts and record. Let them come with the facts and record. We are prepared to discuss it.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے اب اس پر ساری بحث ہو چکی ہے۔ اس طرف سے

بھی اس طرف سے بھی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ، Sir ابھی ان کو تشنگی ہے، ہمیں بھی تشنگی ہے Let it thoroughly be discussed.

جناب چیئرمین : نہیں لیکن کس چیز کی admissibility۔ بہرحال آپ باقاعدہ کوئی چیز لائیں گے تو پھر میں دیکھوں گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس کو اس حوالے سے کہ اسی موضوع پر آج discussion کیا جائے تو ہم خصوصی طور پر اس پہ----

جناب چیئرمین ، چلیں آپ باقاعدہ موشن دیں پھر دیکھ لیں گے، جی آپ بھی کچھ کہنا چاہیں گے، این ڈی خان صاحب۔

پروفیسر این ڈی خان : شکریہ جناب چیئرمین! وزیر داخلہ کی سٹیٹمنٹ اور وزیرمملکت کی تقریر کے بعد میں ضرورت تو محسوس نہیں کرتا تھا کہ کچھ کہوں لیکن کچھ آپ کی observations کی وجہ سے میری حوصلہ افزائی ہوئی ہے، اور جب سینٹ کا چیئرمین آپ جیسا ذہین آدمی ہو ، آپ جیسے امن و امان کے ذریعے مسائل کو حل کرنے پر یقین رکھنے والے آدمی کی موجودگی میں کچھ باتیں کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! بنیادی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی طویل جدوجہد کے بعد مارشل لاء کے ساتھ پنجہ آزمائی کے نتیجے میں 1988 میں انتخابات کے انعقاد کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت آئی اور اس نے اپنے ایجنڈے کے مطابق آگے بڑھنا شروع کیا تو یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے، اور اس تاریخی حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا جو اس حکومت کو انہوں نے 6 اگست 1990 کو معزول کرایا۔ اور اس کے پیچھے کون سے محرکات تھے، اور اس کے پیچھے کون سے عناصر کام کر رہے تھے، یہ چیزیں تاریخ کا حصہ ہیں اس لئے میں ان کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ ابھی بہت سے لوگ محتسب بن رہے ہیں، بہت سے لوگ بالکل neutral position لے رہے ہیں، جبکہ یہاں کوئی neutral نہیں ہے، جو اس ملک میں division ہے، مارشل لاء کے suporters کا اور مارشل لاء سے ٹکر لینے والوں کا، اس کے بعد کوئی neutral position نہیں لے سکتا۔ بالکل clear cut division ہے جو لوگ ضیاء الحق کے ساتھ تھے، جو لوگ نواز شریف کے ساتھ تھے یا جو لوگ ضیاء

الحق کے مقابلے میں----- (مداخلت)----- ابھی بات تو سن لیں ناں۔ میں نے تو آپ کی تقریر میں کبھی مزاحمت نہیں کی ---- ابھی تو لوگ یہاں پر جب بات کرتے ہیں تو وقائع نویسی کرتے ہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ڈپٹی نذیر احمد کی توبۃ النصوح بیان کر رہے ہیں۔ ایسی وقائع نویسی کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔ تو اس کے بعد جناب جب دوبارہ پیپلز پارٹی کی حکومت ایک بہت ہی شفاف، پرامن اور منصفانہ انتخابات کے نتیجے میں برسراقتدار آئی، پہلے دن سے اسے تسلیم نہیں کیا، پہلے دن سے اسے گرانے کی کوشش کی گئی۔ ہر ایک برس پورا ہونے کے بعد تو لانگ مارچ شروع ہو جاتا ہے، دوسرا سال شروع ہو جاتا ہے تو پھر ایک لانگ مارچ شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرف سے بارہا پیش کش کی گئی ہے افہام وتفہیم کی، مذاکرات کی لیکن اس کے جواب میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی جو تقاریر اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں وہ کیا message دے رہی ہیں۔ اور مجھے encouragement آپ کی observation سے ملا ہے۔ چونکہ آپ چاہتے ہیں کہ یہ نظام چلے، آپ چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ چلے، آپ چاہتے ہیں کہ جمہوریت چلے، آپ چاہتے ہیں کہ اس عدلیہ کی آزادی ہو، آپ چاہتے ہیں کہ اخبارات آزاد رہیں۔ اس لئے مجھے inspiration ملا ہے کہ اس Chair پر بیٹھنے کے بعد جو observations مجھے ملی ہیں اس کی روشنی میں یہ بات کر رہا ہوں۔ پہلے دن سے اس حکومت کو گرانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ابھی دو برس پورے ہوئے ہیں تو سالگرہ کے ساتھ حکومت کو گرانے کی سالگرہ شروع ہو گئی ہے اور اس وقت نواز شریف کے برادر خاص شہباز شریف کی آمد isolation میں نہیں،اچانک نہیں ہے ، بے وجہ نہیں ہے ایک منصوبے کا حصہ ہے پندرہ مہینے سے وہ انگلستان میں بیٹھے ہوئے تھے اب ایکدم صحت مند ہو گئے اب وہ آگئے ہیں ،اور ایک اشتعال انگریزی کی فضا جو ہے اس کے پیچھے کام کر رہی ہے جو لوگ مذاکرات کر رہے تھے وہ مذاکرات سے دور چلے گئے وہ انتظار کر رہے ہیں حالات کا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر خط کا جواب آ جائے تو دوبارہ مذاکرات شروع ہو جائیں ،وہ کہہ رہے تھے کہ فضا بحال ہو اور مثبت جواب ہو۔مذاکرات کے لئے خط کا جواب بھی چلا گیا ،جوابات بھی جو دیئے گئے وہ بھی مثبت ہیں لیکن وہ اب دیکھ رہے ہیں کہ نواز شریف یا شہباز شریف نے جو تحریک چلائی ہے ذرا اس کے نتائج دیکھ لیں ابھی مذاکرات مو خر کئے ہوئے ہیں آپ کہتے ہیں کہ افہام وتفہیم کے ذریعے چیزیں طے ہوں ،آپ کہتے ہیں کہ مذاکرات کے ذریعے چیزیں طے ہوں میں حکومت کی طرف سے کہتا ہوں کہ افہام وتفہیم کے ذریعے ہم مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں میں اسی حوالے سے یہ بات

کر رہا ہوں 'وہ آپ نے روکا ہوا ہے ان کو اس لئے کہ انگلستان میں جو ملاقاتیں ہوئی ہیں اگر اس کے سیاق و سباق کا جائزہ لیا جائے (جناب چیئرمین بٹھائیں ذرا ان کو) اشتیاق اظہر صاحب کی طرف اشارہ کر کے

سید اشتیاق اظہر - یہ بالکل غلط بات کر رہے ہیں

جناب پروفیسر این ڈی خان - چونکہ میرا جواب چاہیئے تھا ان کو میں نے جواب دیا میں خود ان کے پاس چل کر گیا میری ان سے مثبت گفتگو ہوئی 'انہیں کچھ پتہ نہیں ہے -پتہ اصل میں اجمل دہلوی کو پتہ ہے میں خود گیا اس جذبے کے ساتھ اور اب جب یہ حجت تمام ہوگئی خط کا جواب چلا گیا مثبت جواب گیا تب بھی آپ منتظر ہیں کہ شہباز شریف اور نواز شریف کی تحریک اگر زور پکڑے تو فیصلہ کریں -یہ ایک سازش ہے اس سازش کے تانے بانے 'جگہ جگہ جا کر ملتے ہیں 'اس کے پیچھے ایک ہی نیت ہے کہ موجودہ منتخب حکومت کو گراؤ جب یہ حکومت گرے گی جب یہ اسمبلی زد میں آئے گی اپنی میعاد سے پہلے تو پھر نظام کیا چلے گا اس نظام کے خلاف دانستہ طور پر کوئی جنگ نہیں ہے کوئی جھگڑا نہیں ہے جھگڑا صرف اس بات کا ہے کہ موجودہ حکومت کو تبدیل کر کے نواز شیریف کو وزیر اعظم لایا جائے - ابھی آپ ان کا بیان اٹھا کر دیکھ لیجئیے جس قسم کے بیانات ہو رہے ہیں کبھی دسمبر کا مہینہ دیتے ہیں کبھی جنوری کا مہینہ دیتے ہیں یہ سازش ہے یہ منتخب حکومت کے خلاف تشدد کے ذریعے طاقت کے ذریعے سڑکوں کے اندر احتجاج اور agitation build up کر کے-------- اگر آپ کو اس نظام پر یقین ہے آپ چاہتے ہیں کہ افہام وتفہیم سے چیزیں طے ہوں اگر جسٹس جمیل الدین عالی بھی ہو تو اس میں بھی اس قسم کی تقاریر کی جاتی ہیں آپ ریکارڈ سے نکال کر دیکھ لیں کہ ان تقاریر کا مقصد کیا ہے ایک ہی مقصد ہے کہ منتخب حکومت کو گرایا جائے' میں پھر ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت اپنی میعاد پوری کرے گی اسمبلیاں اپنی میعاد پوری کریں گی سازش کے ذریعے سے مصنوعی احتجاج اور انتشار پیدا کر کے وزیر داخلہ نے بیان دیا ہے اس واقعہ کے اوپر عدالتوں کو جس طرح سے پامال کیا گیا جس طرح سے اس کے فرنیچر کو اس کی عمارت کو توڑا گیا اور اگر جج موجود ہوتا تو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جا سکتا تھا ؛ اس کے باوجود آپ یہاں بیٹھ کر گلے اور شکوے کر رہے ہیں 'اور ہاں اگر اس حد تک بات محدود ہوتی اورسنیچر نہ آتا تو اورسنیچر

کو جو کارروائی ہوئی ہے وہ آپ کے اخلاق کی حد ہو سکتی تھی او ر میں ان لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں جو مذہبی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات کو پیش کرتے ہیں جو صحابہ کرام کے واقعات کو پیش کرتے ہیں انہیں ایک حد فاصل اپنے درمیان کھینچنی چاہئیے نیکی اور بدی کے درمیان صحیح اور غلط کے درمیان اگر سنیچر نہ ہوتا تو اخلاقی جواز ہو سکتا تھا جبکہ سٹیٹ منٹ آگئی وزیر داخلہ کی طرف سے کہ اس قسم کے واقعات نہیں ہیں لیکن فضا بنائی جارہی ہے عوام میں بے چینی پھیلائی جار ہی ہے عوام میں انتشار پھیلایا جارہا ہے عوام جو پریشان حال ہیں ان میں بد حالی پھیلائی جارہی ہے اس وقت ملک میں بے روزگاری کا مسئلہ در پیش ہے اس وقت ملک کو بڑھتی ہوئی قیمتوں کا مسئلہ ہے اس وقت ملک کو سلامتی کا مسئلہ ہے اس وقت کراچی کے اندر جو حالات ہیں اس کے پیش نظر foreign investor جو آنا چاہتا ہے اس کا مسئلہ ہے ان مسائل کے اوپر بات چیت ہو سکتی ہے اور افہام وتفہیم کے ذریعے سے اگر چیئر اس میں مداخلت کر سکتی ہے کوئی راستہ دکھا سکتی ہے تو حکومت کی سطح پر ہم اس کا Welcome کریں گے لیکن جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے ادراک میں بھی ہونا چاہئیے آپ کے علم میں بھی ہونا چاہئیے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ اسمبلیوں کی میعاد کو روکا جائے ، حکومت کے مینڈیٹ کو روکا جائے ، اور افراتفری پھیلا کر ایک منتخب حکومت کو گرا یا جائے یہ سازش نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ اس کے اوپر میں کہتا ہوں کہ اگر جمہوری نظام سے آپ کو محبت ہے آپ چاہتے ہیں کہ اسمبلیوں میں روایات بنیں آپ چاہتے ہیں کہ بنکوں کا نظام صاف ستھرا رہے ، آپ چاہتے ہیں کہ جس نے جو جرم کیا ہے اس کو اس کی سزا ملے تو اس ایجنڈے کے اوپر میں wel come کرتا ہوں بات کرنے کے لئے لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سازشوں کے ذریعے اس حکومت کو گرا سکتے ہو تو پھر یہ حکومت اگر گر جائے گی تو ملک میں اندر جو انتشار پیدا ہو گا تم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے ۔ عوام کی حمایت کی جہاں تک بات ہوتی ہے عوام نے ہی تو فیصلہ دیا ہے کہ حکومت اپنی میعاد پوری کرے ، عوام آسمان سے تو نہیں آئے گی ، عوام فرشتے تو نہیں ہیں ۔ بھوکے ہمیں ورثے میں ملے ہیں ۔ ہمیں یہ نظام ورثے میں ملا ہے ، ہمیں یہ بدحالی ورثے میں ملی ہے ، ہم اسے بہتر بنانا چاہتے ہیں ۔ جب ہمارے اندر اتنا passion نہ ہو کہ ہم صبر کے ساتھ ایک دوسرے کی بات کو سن سکیں تو ہم کیسے دعویٰ کرسکتے ہیں ۔ تو جناب چیئرمین، میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کیوں کہ آپ ایک ذہین آدمی

ہیں ، آپ دانشور ہیں، آپ intervene کرکے اس قسم کے حالات میں ایک رول پلے کرسکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب، جی ملک صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہیں گے پہلے ادھر سے ایک اور سن لیتے ہیں جی فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب چیئرمین۔ پشتو میں ایک مثال ہے کہ اگر ناک کٹے کو شرم و حیاء ہوتی تو چھری کا کبھی نام نہ لیتا وہ ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

لیکن شرم و حیا ہمارے ساتھیوں کو نہیں ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے بہت کچھ کہہ گئے روانی میں ، میں گزارش یہ کروں گا کہ یہ بھگوڑے جو مارشل لاء کے بھگوڑے تھے انہوں نے تو پاکستان چھوڑا ہوا تھا ، ان کو پاکستان تو اس وقت یاد آیا جب اس وقت کی مسلم لیگ کی حکومت جب جونیجو صاحب کے وقت میں ان کو آنے کی اجازت ملی اور ان احسان فراموشوں نے آکر یہاں جلسے جلوس کئے ۔ اور یہ ملک میں دندناتے پھرتے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مارشل لاء سے پنجہ آزمائی کی ہے ؛ اقبال حیدر صاحب آپ سن لیں آپ وزیر رہ چکے ہیں ہم نے اتنی باتیں بڑے آرام سے سنی ہیں ۔

جناب چیئرمین: ابھی رضا ربانی صاحب کہہ رہے تھے صرف question کرنے کی اجازت ہے۔جی

سید محمد فضل آغا: یہ کہہ رہے ہیں ہم نے پنجہ آزمائی کی پنجاب سے اور مارشل لاء سے اور جمہوریت بحال کی یہ تو بھاگ گئے تھے جمہوریت کو چھوڑ کر۔ جمہوریت تو پھر بھی ہماری مرہون منت ہے کہ ہم نے کسی طرح بھی manipulate کرکے گورنمنٹ میں یہاں الیکشن کروائے ، جمہوریت بحال کی اور ان کے لئے راستے کھول دیئے اور ان کو یہاں آکر اوپن جلسے اور جلوس کرنے دیئے ۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ جب بھی برسراقتدار آئے ہیں انہوں نے اس ورثے میں ملی ہوئی مملکت خداداد کو خطرے سے دوچار کیا ہوا ہے ۔ یہ بھول گئے ہیں کہ اس مملکت کو یہ دو ٹکڑے کئے ہوئے ہیں ، اس لعنت کو یہ بھول گئے ہیں ان کی دلیری کو میں شاباش دیتا ہوں کہ ان کو ابھی تک خجالت نہیں ہو رہی ہے وہ ملک جس کا آج کسنجر بھی کہہ رہا ہے کہ اس وقت امریکہ کی بھی یہ مرضی تھی اور ہم اس کے دو ٹکڑے کرنا چاہتے تھے ۔ اور

یہ اس لابی میں شریک تھے کہ "ادھر تم اور ادھر ہم"۔ اور اس ملک کو دو ٹکڑے کر گئے ہیں یہ۔ اور مجھے خوشی ہے کہ آج این ڈی خان صاحب --- اقبال حیدر صاحب آپ ذرا حوصلہ رکھیں سوال کرتے رہیں ہم نے آپ کی بہت ساری باتیں سنی ہیں ذرا اپنے سینے پہ ہاتھ رکھیں اور ہماری باتیں سنیں۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جب بھی یہ برسراقتدار آئے ابھی این ڈی خان صاحب نے خود کہا ہے کہ ہم بے روزگاری سے دوچار ہیں، مفلسی سے دوچار ہیں، افراتفری سے دوچار ہیں، لاقانونیت سے دوچار ہیں' بھائی یہ تحفے تو آپ سے ملے ہیں اڑھائی سالوں میں؟ اب آپ ڈھائی سال کے بعد یہ ڈھول بجا رہے ہیں کہ ورثے میں ملے ہیں؟ آپ نے تو آتے ہی بڑے سبز باغ دکھائے تھے، آپ نے تو بڑے ایم او یو دستخط کئے تھے۔ آپ فارن ایکسچینج بہت زیادہ کرگئے تھے آپ نے تو ملازمتوں کے مسئلے حل کر دیئے تھے۔ مگر مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی یہ آتے ہیں یہ ملکی وسائل کی لوٹ مار میں لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ اب وزیراعظم ہاؤس میں گھوڑے اور بکرے پھر رہے ہیں اور ان کی پرورش ہو رہی ہے۔ ماحولیات کے نام پر ملکی خزانے کو لوٹ رہے ہیں؛ مختلف ایجنسیز کو انہوں نے ملوث کرکے پورے ملک کو تباہ کر دیا ہے اور پورے عوام کو اڑھائی سال میں انہوں نے بیوقوف بنایا ہے 90 پیسے فی یونٹ سے لے کر اب یہ بجلی کے ریٹ 6 روپے تک لے گئے ہیں آپ کے سامنے مارکیٹ میں جو انہوں نے سٹور کھولے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں، اب یہ کم تول کرکے کم ریٹ کا نام لگا کر یوٹیلٹی سٹور میں پوری قوم کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں چیلنج کرتا ہوں آپ کمیٹی بنائیں پورے پاکستان میں یوٹیلٹی سٹورز کی آپ انسپکشن کریں ہر چیز اپنے لکھے ہوئے وزن سے کم وزن میں بک رہی ہے۔ اس طرح آپ کب تک اس قوم اور معاشرے کو بےوقوف بناتے رہیں گے۔ کب تک آپ خوبصورت باتیں کرتے اور غلط تصویریں لوگوں کو دکھاتے رہیں گے۔ حقائق کسی سے نہیں چھپے ہوئے اب تو غریب کا جینا دشوار ہو گیا ہے۔ اس کی کرتوتی ہوئی ہے۔ آپ نے ملک کے اندر لاقانونیت کی انتہا کر دی ہے۔ کراچی سے لے کر بلوچستان تک' بلوچستان سے لے کر مالاکنڈ تک؛ مالاکنڈ سے لے کر پنجاب تک، آپ نے کیا حالت بنائی ہے؟ مجھے بڑا افسوس ہے کہ اتنے دلیر ہیں اور پوری قوم کو بےوقوف بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس حکومت سے چھٹکارا حاصل نہ کیا گیا --- ہم بجا طور پر جلوس نکال رہے ہیں، ہم بجا طور پر قوم کو جگا رہے ہیں، ہم بجا طور پر

لوگوں کی آنکھیں کھول رہے ہیں کہ اب جاگ اٹھو ۔ انہوں نے آدھا پاکستان تو پہلے ہی توڑ دیا تھا اب مزید پاکستان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ، ہم بجا طور پر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان سے چھٹکا را حاصل ہو۔ انہوں نے بےحیائی اور بےراہ روی کی انتہا کر دی ہے ۔ لاقانونیت کی بھی انتہا کر دی ، بیروزگاری کی بھی انتہا کر دی ، بےشرمی کی بھی انتہا کر دی، خارجہ پالیسی کا بھی خانہ خراب کردیا ، انہوں نے اس ملک میں چھوڑا کیا ہے ۔ اب اس ڈھانچے کو بچانے کے لئے بجا طور پرمسلم لیگ اورمسلم لیگ کے ساتھ جتنی بھی پارٹیاں ہیں انہوں نے اس ملک کو بچانے کے لئے ایک آواز اٹھائی ہے ۔ یہ اس سے گھبراتے کیوں ہیں یہ جمہوریت کا حصہ ہے ۔ ہم جلوس بھی نکالیں گے، ہم جلسے بھی کریں گے ۔ ہم اخبارات کو بھی دیں گے ۔ ہم پریس کانفرنس بھی کریں گے ۔ ہم پارلیمنٹ میں بھی بولیں گے ۔ ہم ان کے تمام اعمال سے پردہ اٹھائیں گے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ عوام کے سامنے اور بین الاقوامی communityکے سامنے ان کو ننگا کرنا پڑے گا اس لئے کہ ان کی حکومت اس ملک کے لئے خطرہ ہے ۔ پاکستان کی سالمیت کے لئے بھی خطرہ ہے ۔ میں گزارش کروں گا ان وکلاء سے رضا ربانی جیسے وزیر سے ---- مجھے افسوس ہے رضا ربانی صاحب میں نے آپ کی تقریر بڑے غور سے سنی ہے ۔ این ڈی خان صاحب کی بھی سنی اور صفدر صاحب اور آپ نے ہمیشہ مذاق اڑایا ۔ مجھے افسوس ہے آپ حوصلہ رکھیں ہماری باتیں بھی سنیں۔ as a personal friendآپ سے مجھے یہ توقع تو ہے --سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر ہیں تو جناب والا ، بجا طور پر ہمارے ساتھیوں نے یہ کہا ہے اور ان کی یہ چالاکیاں کہ کسی شیخ رشید کے لئے نہیں ہوا ، فلاں کے لئے نہیں ہوا یہ divide and ruleان کی پالیسی ہے انہوں نے ملک کو divide and rule کیا ہے ۔ یہ parties کو divide and rule کرنا چاہتے ہیں یہ ملک کے اندر مزید divisionلانا چاہتے ہیں ۔ اس قسم کی پالیسی ان کی سرشت میں ہے ۔ یہ تباہ کرتے رہے ہیں ، تقسیم کرتے رہے ہیں۔

جس طرح باقی ساتھیوں نے کہا ہے میری گزارش بھی یہ ہے کہ اس پر بھر پور debate کرائی جائےاور صدارتی خطاب کے ساتھ ساتھ اس debate کو چلایا جائےتاکہ ہم قوم کو بجا طور پر آگاہ کریں اور میں عرض کروں گا کہ جوڈیشری کا خانہ تو انہوں نے خراب کر دیا ہے ۔ seniors کو supercede کرکے junior کو لگایا ۔پاکستان کی تین ہائی کورٹس میں اب تک permanent judgesنہیں ہیں temporary judges سے adhoc پر یہ عدالتیں چلا رہے ہیں تاکہ

عدالت کے سر پر تلوار لٹکتی رہے ۔ کوئی جج پکا نہ ہو سکے ۔ اس کو اپنی سروس کا خیال رہے اور جج ان کی ڈکٹیشن کے under آتے رہیں ۔ سروسسز کا خانہ تو انہوں نے خراب کیا ہے ۔ پاکستان کی highest body کو کنگرو courts انہوں نے کہا ہے ۔ اور جس طرح بھنڈر صاحب نے بجا طور پر کہا کہ لاہور میں ایک کورٹ کے خلاف انہوں نے جلوس نکالا ۔ انہوں نے نہیں بلکہ محترمہ بے نظیر صاحب نے اپنے منہ سے کہا ہے" کنگرو کورٹس" کہا ہے اور سپریم کورٹ کے جج کو برا بھلا کہا ہے اور چمک دمک کے الفاظ محترمہ نے خود عدالت کے خلاف استعمال کئے ہیں ۔ اب بھی یہ سورج کے سامنے انگلی رکھ کر اس کو چھپانا چاہتے ہیں ۔ اب سورج دو انگلیوں سے نہیں چھپایا جا سکتا ۔ اب پوری قوم کو سمجھ آ گئی ہے اور ان کے اعمال اور کردار سے پوری قوم واقف ہو گئی ہے ۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ہے ' این ڈی خان صاحب آپ نہ گھبرائیے یہ جمہوریت کا حصہ ہے آپ کو حکومت چھوڑنی پڑے گی اور اگر آپ کے اعمال بدل گئے آپ نے اعتماد لے لیا تو ہو سکتا ہے آپ الیکشن میں پھر آ جائیں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین۔ جی این ڈی خان صاحب۔

پروفیسر این۔ ڈی۔ خان۔ شاہ صاحب میرے دوست ہیں اور جذبات میں بہت سی باتیں کہہ گئے ہیں لیکن میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتا ہوں ۔ میں بھاگنے والے لوگوں میں سے نہیں ہوں ۔ کراچی جیل سے لے کر میانوالی جیل تک 1977 سے لے کر 1993 تک میری continuity ہے from Landhi Bacha Jail to Mianwali jail.۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب میں صرف اتنا شاہ صاحب سے عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں صرف ننگا نہ کریں باقی ان کی جو تقریر ہے اس کے لئے بڑا احترام ہے' عزت ہے جو بھی انہوں نے الفاظ بولے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ کمانڈر خلیل صاحب۔

Mr. Khalil-ur-Rehman: Mr. Chairman, I will be very brief. Actually, I wonder where all this is taking us. This scenario reminds me of the pharoahs who thus spoke after errecting their pyramid in which millions of

labourers toiled, starved and eventually perished. They all talk of extending the olive branch but actually in fact what they all do Sir, every single one of them, they dangle a small carrot and a very long stick. Somebody talked a thawing process. Somebody talked of thawing the situation. Let the mother nature with its sweetness thaw the situation but they don't, what they do, they take a blow torch and thaw the situation. It is so unfortunate Sir. This litany to my mind at the moment really has produced a lot of acrimony, bad feelings. Let us get to the bottom of it as to what is the problem or let us sit down and find out. They are all sensible people. Going to jail has become for strange reasons, believe it or not a qualificaiton. I would like to ask about John Major or Thatcher, how many times they have been to jail? I really don't know unless it is our culture. But let us take this situation and discuss it what the real problem is and try to sort it out instead of making such hot headed speeches, I don't think they are solving the problem Sir, they are in fact creating extremely bad atmosphere in this House. Thank you very much, Sir.

جناب چیئرمین۔اچھا جناب اب دو چار تقریریں تو ہوئی ہیں لیکن میرا خیال ہے وزیر داخلہ صاحب جا رہے ہیں ‘ He wants to say something on the Egyption Embassy incident یہ بات کر لیں تو پھر آپ لوگ جو باتیں کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I am sorry and embarrassed that what happened this afternoon at the Egyptian Embassy. I had gone out to Attock and when I came back I learnt of it and immediatlely I went to the scene. It was devastating but fortunately I think we are not involved in a manner that one of the parties in Egypt has already claimed that they are responsible for this but regardless we are responsible for the security and that is

where I hang my head in shame that we failed to fulfil that obligation and that duty. But the reason for that also largely stemmed from the fact that the Ambassador also had a duty in the sense that he should have informed us whether he had any hazard. In the past whenever he has identified individuals or groups that could be hazardous to their safety over here we have taken them into custody and we have deported them because we do not want that these kind of incidents should continue to happen on our soil. It is painful that 14 people have died out of which 5 are Egyptians, 7 are Pakistanis one is an Afghani and the other one is unidentified at the moment. There were 59 this afternoon but I think some of them have been attended to and they have left the hospital. So at the moment I think figure would be around 30 who are injured. But even one person having been injured or killed is a matter of shame for the government and for the administration and we take responsibility. I have ordered an inquiry so that we come to the details. We have got some lead in the sense that the engine number of the vehilce that was used which is a double cabin have been found and I think we would be able to get the people who are responsible for it eventually. The other aspect is that it had already entered the premises. To that extent I think we can breathe a sigh of relief if at all that we can throw away any responsibility, we cannot but to that extent I think we can be excused that possibly the individuals were known and they were allowed into the Embassy because the blast has taken place within the Embassy precincts.

It was a very powerful device which possibly the explosive is not available in this country it was a cutting device and you can see that even across the road a lot of the trees have got cut. Now the other one they talked about two blasts one preceding the other now that may have been a device that they

had a low explosive device out side, so as to attack the people outside fortunately they did not come and therefore the casualties have been few. It may well have been a device arranged that way that when they hear first blast quite naturally people will come out and then the main blast will take place and there could have been more fatalities and more injuries. But the moment we complete the inquiry that has been ordered I shall place it before the House and we shall not hide any fact as we have never done in the past. All inquiries have been independent and whenever they have been finalized they are brought before the House either here or in the National Assembly and this is what I would like to place it on record that in the end again I would say that we have partially failed becaused it has happened in the Islamabad Capital Territory but there are reasons, there are determined people and this was a suicidal attempt and I think nowhere in the world a suicidal attempt has failed, whether it was Beirut against the Americans, Saudi Arabia the other day or any other country in the world but that is no excuse and that is no relief for us. That is what I would like to say.

جناب چیئرمین۔ اچھا جناب اور کون کون بات کرنا چاہ رہا ہے۔ جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ شکریہ جناب والا! آپ نے مجھے ٹائم دیا ۔ میں صرف لاء منسٹر صاحب کی دو باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا کہ میاں نواز شریف کو وزیر اعظم لانے کے لئے یہ سارا کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! یہ وہ باتیں بھول گئے اور ان کے بیان بھول گئے کہ میاں نواز شریف نے categorically کہا ہے کہ میں وزیر اعظم بننے کے لئے یہ effort نہیں کر رہا ، میں ملک کو بچانے کے لئے یہ تمام effort کر رہا ہوں۔ جہاں تک وزیر بننے کا تعلق ہے انہوں نے کہا کہ وزارتوں کے پیچھے نہیں بھاگتے ، ہم وزارتیں لینا نہیں چاہتے ، ہم مسائل کا حل چاہتے ہیں اور جس حد تک جناب مسائل کا تعلق ہے وہ مسائل کے متعلق آئیں اور بات کریں ہم مسائل پر بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ اب ڈاکٹر شیر افگن کی بات سن لیں۔ اب جگر تھام کر بیٹھنے والی بات ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں ہلکی پھلکی کوشش کروں گا تاکہ پروفیسر پر بوجھ نہ ہو۔ مجھے یقین ہے وہ مجھے حوصلے سے سنیں گے۔

جناب چیئرمین۔ مجھے اب تھوڑی دیر کے بعد ایک ضروری جگہ جانا ہے تو میرا خیال ہے باقی ایجنڈا طے کرلیں۔ آج تو میرے خیال میں یہی بات ہو گی۔

Tomorrow, I think, we will start at 9.30 A.M and it will be our effort, we have discussed this in my Chamber with the Oppositon and the Government, that we should try and conclude the debate on the President's Address during the course of this session and for this purpose , it was also agreed that, if necessary, we will have another session in the afternoon also.

تو یہ کل دیکھیں گے کہ کتنے چلتے ہیں اور ہماری کوشش یہ ہو گی کہ اس سیشن کے دوران اس پر بحث ہم مکمل کرلیں۔ یہ سیشن 26 تک چلے گا۔ یہ پہلے 30 تک تھا لیکن اب یہ پوزیشن ہے کہ یہ 26 تک سیشن چلے گا لیکن اگر ضرورت پڑے تو دو سیشن بھی ہو سکتے ہیں۔ Saturday کو بھی پروفیسر صاحب نے کہا تھا کہ ہم تیار ہیں۔

Mian Raza Rabbani: It was also agreed that if we need time we can suspend the question hour.

جناب چیئرمین۔ جی Question Hour کے بارے میں بھی ہے کہ اس کو بھی کر کے اس پر کام کریں کیونکہ بہت سارے ایشوز ہیں ' اس وقت relevant ہیں ' لوگ بات کرنا چاہتے ہیں and under this President's Address , you can talk of any issue, as you know it is a very general debate. لسٹ ہمارے پاس آ چکی ہے ' اگر کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں تو وہ بھی نام دے دیں تاکہ میرٹ ان کو organize کر کے باقاعدہ آپ کو کل بتا دوں گا کہ آپ کا نمبر کب آ رہا ہے اور مہربانی کر کے اس کے مطابق چلیں۔

جناب یحیٰی بختیار۔ جناب اس کو اتنا جلدی prorogue کیوں کر رہے ہیں ان کو

کیا تکلیف ہے - یہ ان کی کوئی permanent problem ہے-

جناب چیئرمین - وہ صحیح ہے لیکن anyhow we should try and conclude this because once we delay it then other issues come up .

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, my Constitution Amendment Bill of 1991 is still pending in this House because they are very busy and you are very cooperative with them.

Mr. Chairman: Anyhow , let us try and get that Bill out also ,

یہ 1991 والا بل بھی نکالیں جی یہ یحیٰی بختیار صاحب کا اتنا دیر سے پڑا ہوا ہے - Anyhow effort should be کہ ہم کوشش کریں کہ اس پر بحث مکمل کرلی جائے - اب بھنڈر صاحب اب آپ تشریف لے آئیں so that you can preside over the session in my absence, as I have to attend officially an Embassy's reception, so I will have to leave.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir , I beg leave and Mr. Masud Kausar should be asked to preside over .

(At this stage Mr. Masud Kausar occupied the seat)

Mr. Presiding Officer: Dr. Sher Afgan.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- آج ایک بہت ہی خوبصورت چیز اس معزز ایوان میں ابھر کر آئی ہے کہ پہلی دفعہ --- پہلے یہاں سیاسی گفتگو ہوا کرتی تھی سماج کے حوالے سے، حکومت کی کامیابی اور ناکامی پر آج ایک بہت خوبصورت پہلو برائے حیا اور شرم- لہذا میری بھی یہی کوشش ہو گی کہ اس حیا اور شرم کے حوالے سے بہت ساری باتیں خصوصی طور پر اس چیز کو ہمارے معزز رکن آغا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے سجایا ہے کہ پاکستان دو لخت ہوا یہاں پر بے حیائی بڑی آچکی ہے، بہت سی بے روزگاری ہے اور قیمتیں بڑھ چکی ہیں' یہاں پر پرائم منسٹر ہاؤس میں گھوڑے اور بکریاں پالی جا رہی ہیں، یعنی کتنی خوبصورت باتیں ہیں اور کتنی اچھی باتیں ہیں- کوئی سماجی حوالے سے، کوئی حیا اور شرم کے حوالے سے کہ شرم نہیں آتی- لیکن بات مجھے یہ سمجھ نہیں آئی ، کاش کہ وہ اس چیز کو بھی اجاگر کرتے کہ جب کبھی یہاں اس

ملک میں منصفانہ، شفاف انتخابات ہوئے ہیں تو پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ جیتی ہے۔ اور جب بھی برسراقتدار آئی ہے، تو شروع ہی سے تمام دوسری جماعتیں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، پہلے ہی دن سے مختلف حیلے اور بہانے بنا کر، مختلف باتیں بنا کر، کبھی تو وہ اسلام کے حوالے سے اس کو گرانے کی کوشش کرتی ہیں، کبھی سماج کے حوالے سے گرانے کی کوشش کرتی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Can I request the members to take their seats please.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: تو آج یہ ایک بہت اچھا ماحول ہے۔ شرم و حیا کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ جب کبھی بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آئی ہے، وہ لوگوں کے ووٹ سے آئی ہے، اکثریت سے آئی ہے، ان کو حق دیا گیا ہے۔ اور اگر حیا اور شرم کے حوالے سے یہ فرماتے کہ وہ لوگ جو شکست فاش سے دوچار ہوتے ہیں، جو میدان میں ہار جاتے ہیں، جنہیں عوام مسترد کردیتی ہے، جن کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ملتا، وہی شور مچاتے ہیں، وہی حیا اور شرم کی بات کرتے ہیں۔ اگر ان میں حیا اور شرم ہوتا تو یقیناً ہمارا پنجابی محاورہ ہے کہ چلو بھر پانی میں یا چونے میں جاکر ڈوب مرتے ہیں۔ لیکن یہاں پہ وہ باتیں بناتے ہیں، سازشیں کرتے ہیں اور بہت ساری اور چیزیں اکٹھی کرتے ہیں۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ شروع سے اب میں کچھ حوالہ جات یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ دو سال کے پرانے اخبارات دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ پہلے دن یہاں جب حکومت بنی تو قائد حزب اختلاف کی بہت اچھی تقریر تھی کہ میں نہ Long March جانتا ہوں، نہ میں short march جانتا ہوں، نہ train march جانتا ہوں، نہ پہیہ جام ہڑتال سے شناسا ہوں۔ لیکن بعد میں کتنی خوبصورتی سے اور بڑے حیا اور شرم سے وہی انہوں نے long march کبھی نہیں کی، train march نہیں کی، پہیہ جام ہڑتال نہیں کی، یہ تاریخی ریکارڈ ہے اور یہ اس کا گواہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ معزز اراکین جو اپوزیشن بینچز پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس بیان سے بھی شناسا اور ان معاملات سے بھی وہ آگاہ ہیں اور اس میں خود حصہ دار ہیں۔ کیا قول اور فعل میں مطابقت بھی ہے، مناسبت بھی ہے اور استدلال کتنا قوی ہونے کی دلیل بھی موجود ہے۔

پھر جناب والا! یہاں پر بڑی بات ہوئی ہے قانون اور دستور کی کہ جناب یہ تو پیپلز

پارٹی کا رویہ ہے کہ وہ دستور کو مانتی نہیں، وہ دستور کے خلاف عمل کرتی ہے، Rule of Law کے خلاف ہے اور ان کے کہنے کے مطابق، اب ان کی بات بھی سنیئے، یہ کتنے دستوری لوگ ہیں، کتنے اس سے محبت رکھنے والے لوگ ہیں کہ وہاں ان کے قائد نے بڑی خوبصورت بات کی یہاں پر Cafeteria میں کہ "hell with the Constitution" کہ ہمارا دستور بھاڑ میں جائے اور اس لئے کہ اس کے تحت اس نے حلف لیا ہوا ہے۔ اور اسی لئے وہ ہر روز فرمان جاری کرتے ہیں کہ جیالے جج ہیں، جیالے فیصلے کرتے ہیں، اور جب میں برسراقتدار آؤں تو ان کو میں کوڑے لگاؤں گا، ان کو میں سزا دوں، ان کو میں سخت سخت سزائیں دوں گا، کتنے جمہوری ذہن کے وہ شاہکار ہیں۔ اور پچھلے دنوں ایک اخبار میں بڑی سرخی لگی ہوئی تھی کہ جو اس ملک کا خانہ خراب کر رہے ہیں اور اس وقت حکمران ہیں، میں ان کو پھانسی دے دوں گا۔ یہ بات ان کی بڑی خوبصورت ہے۔ چونکہ ان کے جو روحانی باپ تھے وہ اسی سلسلے میں اسی پر یقین رکھتے تھے، اس لئے نہ صرف اس نے جمہوریت کو پھانسی لگایا بلکہ ایک بہت بڑی پولیٹیکل پارٹی کے سربراہ اور ایک منتخب وزیر اعظم پاکستان کو اس نے پھانسی لگایا اس لئے کہ جمہوریت کا اور دستوری عمل کا گلا کاٹا اس نے اور ان کی روش میں یا روح میں وہی حلول شدہ چیز ہے۔ اب ان سے کیا توقعات وابستہ کریں؟ اس لئے کہ یہ سازشی ٹولہ، میں یقین سے کہتا ہوں، کبھی اسلام کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرکے ووٹ حاصل کرکے یہاں پر اسلامی نظام رائج کرنے کی بات کرتا ہے اور پھر جب ان کے اعمال سامنے آتے ہیں تو یہ اڑھائی اڑھائی سال تک حکمران رہتے ہیں۔ اس کے بعد کیا کرتے ہیں، پھر اسلام کی بات چھوڑ دیتے ہیں اور یہ اسلام آباد کی بات کرتے ہیں۔ یہاں یہ مزے لوٹتے ہیں۔ لوگوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ ان کے کیا اعمال ہیں؟ اس لئے میں آج کی گفتگو کے حوالے سے گزارش کرنا چاہتا تھا کہ حیاء شرم کی باتیں ان میں ہوتیں تو تینوں دفعہ ان کو شکست فاش نہ ہوتی۔ 1988 کے انتخابات میں انہیں شکست ہوئی، اب 1993 کے انتخابات میں انہیں شکست ہوئی ہے لیکن ذہنی طور پر اس شکست کو وہ اس لئے نہیں مانتے کہ ان میں حیاء و شرم کا فقدان ہے۔ میں آغا صاحب سے کہوں گا کہ وہ ان کے بارے میں غور سے سوچیں، بجائے اس کے کہ وہ پیپلز پارٹی پر اس طرح سے الزام تراشی کریں اور الزامات لگائیں۔

انہوں نے اور بھی بہت ساری باتیں کی ہیں لیکن بات سمجھنے کی ہے۔ جیسے کہ ہمارے دوست، رضا ربانی اور دیگر ساتھیوں نے کہا ہے کہ یہ مقدس گائے۔۔۔ مقدس گائے کا بھی ایک فلسفہ ہے۔ یہاں

پر اس ملک میں مقدس گائے بنا دئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے ' یہ ان کی نفسیات ہے کہ انہوں نے لانگ مارچ کر لی ' انہوں نے پہیہ جام ہڑتال کر لی۔ انہوں نے مہنگائی کے خلاف ردعمل کے طور پر عوام کو باہر نکالنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے کشمیر کے حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے نیوکلیرائی پروگرام کے حوالے سے کہ محترمہ نے یہ بیچ دیا ہے ' اس کو role back کر دیا ہے اور اس کو سٹاپ کر دیا ہے ' اس issue پر بھی کوشش کی لیکن تمام سو جب انہیں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا اور اقتدار ان کو واپس ملتا ہوا نظر نہیں آیا تو اس کے بارے میں ان کے قائد کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیے ' جس کو یہ قائد مانتے ہیں کہ" اب میرا دینی فریضہ ہو گیا ہے کہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کو ختم کروں "

جناب والا ! بھنڈر صاحب نے اور زیادہ بہتر بات کی ہے ' بڑی خوبصورت بات کی ہے اور اس نے سچی بات کی ہے کہ میاں نواز شریف خود وزیر اعظم بننا ہی نہیں چاہتے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پھر کون بننا چاہتا ہے ؟ جناب چیئرمین صاحب ! آپ سمجھیں کہ یہ وہی کارستانی ہے جو انہوں نے 1977 میں کی تھی ۔ اس وقت بھی انہوں نے یہی راگ الاپا تھا اور 32 نکات پر ایک agitation تیار کی ۔ جس کے بارے میں پیرپگاڑا صاحب نے بعد میں کہا کہ اس میں نظام مصطفٰے کا لفظ شامل نہیں تھا ۔ ہم نے اس پر کام نہیں کیا ' ہمارے 32 نکات ہی اور تھے ۔ ہم تو بھٹو سے خلاصی چاہتے تھے ۔ ان کا اب بھی وہی مسئلہ ہے ۔ ان کی ایک نفسیات ہو چکی ہے ' ان کو اب گھبراہٹ ہے ۔ ان کو ہماری ہر چیز میں برائی نظر آتی ہے ۔ جب بھی محترمہ بے نظیر بھٹو یا پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے تو انہیں گھبراہٹ سی ہو جاتی ہے اور پھر تعداد کی بات کرتے ہیں ۔

جناب والا ! اب صورت حال یہ ہے اور آپ ان کی صورت حال پر غور فرمائیں کہ قائد حزب اختلاف نے جماعت اسلامی کے قائد پر یہ بھرپور الزام لگایا کہ میں نے قاضی حسین احمد صاحب کو کروڑوں روپے دئے اور وہ ہضم کر گیا ۔ اس ضمن میں مقدمہ چل رہا ہے ۔میرے پاس بھی اس سلسلے میں ایک خط موجود ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں اسے جمع کروانے کے لئے تیار ہوں ۔ یہ خط انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ یہی بدبخت قاضی حسین احمد ہے ' جس کو میں نے کروڑوں روپے دئے اور وہ ہضم کر گیا ۔ آپ ان کی قدر مشترک کو ملاحظہ کیجیئے کہ وہ اس رویہ میں جو بھٹو حکومت کے خلاف ہو گا ' پر یکجا ہو جائیں گے ۔یہ ان کی قدر مشترک ہے ۔

جناب والا ! میں نام لئے بغیر ان کے ایک رہنما کے وہ الفاظ repeat کرنا چاہتا ہوں کہ یہ

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا روحانی بیٹا ہے ، ہم مارشل لاء کو پسند نہیں کر سکتے ، اس اتحاد کی طرف ہم نہیں دیکھ سکتے ، اگر یہ اس اتحاد سے باہر آ جائیں تو پھر ہم اس سے گفت و شنید کر سکتے ہیں " لیکن افسوس پھر اسی جماعت نے میاں نواز شریف کی گود میں کھیلنا شروع کیا ' وہاں سے ٹکٹ حاصل کرنے شروع کئے اور وہی مارشلائی پیداوار سے اس نے آشیرباد حاصل کی اور اب صورت کیا ہے کہ ہر لمحہ جو قصیدے اس کے پڑھے جا سکتے ہیں ' وہ پڑھے جا رہے ہیں ۔ ملک میں لاقانونیت ہے ۔ یہاں پر دستور کی اجارہ داری نہیں ہے۔ یہاں پر تباہ و بربادی جاری ہے اور دہشت گردی جاری ہے ۔ یقین جانیے ۔ جناب یہ دہشت گردی ، لاقانونیت رول آف لاء کے متصادم چیزیں اور ان کے اتحاد اور اشتراک یہ اسی جنرل ضیاء اور اس کے مارشل لاء کے مرہون منت ہیں۔ یہ ان کی پیداوار ہیں اور رات کی تاریکی میں ۲ بجے جماعتوں کے کئی دینی سربراہ اس سے خفیہ گفتگو کرتے تھے اور باہر جا کر یہ اعلانات کرتے تھے کہ ہم مارشل لاء کے خلاف ہیں ۔ ہم جنرل ضیاء کو نہیں مانتے لیکن رات کی تاریکی میں وہ خفیہ ان سے ٹیلی فونوں پر گفتگو کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے اس بھٹو کو جلد پھانسی دو ' ورنہ یہ نکلے گا تو سب کو ٹانگ دے گا ۔ قبر ایک ہے ۔ بندے اتنے ہو ۔

جناب چیئرمین! ان کا رویہ ہی ایسا ہے۔اگر ان میں شرم و حیاء کی بات ہوتی تو کبھی کے یہاں سے بھاگ چکے ہوتے ۔ اگر شرم و حیاء ہو تو دوسرے کے لئے بھی ان کو شرم و حیاء آتی ہے ۔ ان سے ہم کیا توقع کریں ۔اس قسم کی frustrated گفتگو نہ کریں ۔ یہ یخ پاء نہ ہوں کہ رائی کو انہوں نے پہاڑ بنا دیا ہے ۔ ایک بات کو انہوں نے بتنگڑ بنا دیا ہے ۔ اب میاں شہباز شریف ان کے لئے بہت بڑا سٹیٹ مین اور لیڈر نکل آیا ہے ۔ اتنا بڑا لیڈر کہ اس کو ہاتھ لگ گیا ہے ۔ لہذا مقدس گائے کے ضمن میں یہ بہت بڑا گناہ ہو چکا ہے ۔ یہ بات جنرل صاحب نے بڑی خوبصورتی سے کہی ہے ۔اگر واقعتاً کوئی بات ہوئی تو ان کا شروع دن سے کام تھا کہ میڈیکل بورڈ بٹھائیں ۔ اس سے میڈیکل لیں اور اس کا وزیر داخلہ ذمہ دار ہے اور ساتھ اس کے جوڈیشل انکوائری کرائیں ۔ جناب اس سے زیادتی ہو گئی ہے ۔ ہیومن رائٹس کے حوالے سے یہ کونسی بات کرتے ہیں ۔ یہ تو ہیومن رائٹس کو سمجھتے ہی نہیں ۔ میں یقین سے کہتا ہوں اور میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ ان کو ہیومن رائٹس کا کیا پتہ ہے ۔ ان کو کیا پتہ ہے کہ بیٹھ کر سیکرٹیریوں کو بلا کر کہنا کہ فلاں کو ایک دن کے لئے یا چھ دن کے لئے جیل میں بھیجو ورنہ جب ہم سے مقابلہ ہوگا تو ہم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں گے کیونکہ اس کی زبان دراز ہے۔ یہ کونسی بات کرتے

ہیں۔ یہ حقوق کی بات کرتے ہیں۔ یہ منصف ہونے کی بات کرتے ہیں یہ کونسی بات کرتے ہیں۔ مشرقی پاکستان جو ہمارے پاکستان کا ایک حصہ تھا اور وہ ہم سے ٹوٹا ۔ ان کو تو شیشہ میں اپنی شکل نظر آنی چاہیئے تھی کہ وہاں پر انہوں نے اتنی پولورائزیشن کرائی ۔ انہی پولیٹکل پارٹیز میں سے ایک پارٹی نے کہ وہاں پر ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ بنگالی اور دوسری ذات پات میں تفرقہ ڈالا گیا ۔ بہاری بنائے گئے ۔ جھگڑا پیدا کیا گیا ۔ ایک دوسرے کو قتل کرایا گیا اور اس طریقے سے پاکستان دو لخت ہوا۔ ان کو تو اپنی تاریخ دیکھنی چاہیئے ۔ بجائے اس کے کہ دوسرے پر کیچڑ اچھالیں اور ان کو یاد ہونا چاہیئے ۔ یہ اصول فطرت ہے کہ جب بھی فوجی آمروں کا کوئی ساتھ دیتا ہے اور ایک جماعت ایسی بھی ہے جس نے یحییٰ خان کو مرد مومن کا لقب دیا تھا ۔ ان کی یادداشت شاید کمزور نہیں ہوئی ہوگی اور وہ ان کا مرد مومن تھا ۔ جس نے ملک کو آدھا گنوا دیا اور اس کے بعد یہ اس کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں فرماتے۔دوسروں کے بارے میں یہ بات کرنا پسند نہیں فرماتے ۔ اس لئے صورت حال یہ ہے کہ شرم و حیاء کے حوالے سے اب آخری ایشو انہوں نے فریم کیا ہے ۔ ہم ان کے مشکور ہیں کہ خدا کرے کہ شرم و حیاء ان میں اور ہم سب میں ہو ، تاکہ اس ملک کا شرم وحیاء باقی ہو اورجاری و ساری رہے اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ بھائی بنیں ۔ بجائے اس کے کہ حکومت کو گرانا دینی فریضہ بنا لیں ۔ آپ انتظار فرمائیں ۔ میں آیت کا وہ ترجمہ کر دیتا ہوں ۔ اس پر ان کو پورا یقین ہوگا چونکہ ہم تو کمزور مسلمان ہیں ۔ ان میں عالم دین بھی ہیں ۔ سیاستدان بھی ہیں ۔ بڑے بڑے فن پارے بھی ہیں بڑے بڑے لیڈر بھی ہیں وہ یہ ہے کہ at least they should think over this one اللہ پاک اپنے کلام میں فرماتا ہے کہ بادشاہت میں دیتا ہوں۔ گدا میں بناتا ہوں ۔ عزت میں دیتا ہوں ۔ ذلت میں دیتا ہوں ۔ ساری نعمتیں رحمتیں میری ہیں ۔ میں قادرمطلق ہوں ۔ یہ کونسا دعویٰ کرتے ہیں ۔ ابھی ایک ممبر صاحب کہہ رہے تھے کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم گرا لیں گے۔ یہ کون ہوتے ہیں گرانے والے۔ اللہ پاک مالک ہے ۔ انہوں نے سازشوں سے 1990ء میں ہماری حکومت چھنوائی ۔ اور غیر جمہوری طریقے سے غیر قانونی طور پر اور سازش کرکے ، اللہ پاک نے وہی حکومت ہمیں1993ء میں واپس دی ۔ میری اپنی ممبری 1996ء میں جنرل صاحب نے indirect طریقہ سے ہتھیالی تھی اور ایک heroine addict کو دے دیا تھا ۔ heroine addict تھا وہ ، یقینی بات ہے ۔ ڈیڑھ سال ، ایک سال ، سات مہینے گیارہ دن کے بعد اللہ پاک نے مجھے نہ صرف دوبارہ وہ مجھے عطا کی ، بلکہ

منسٹر آف سٹیٹ بھی بنایا ۔ ان کو یہ نہیں بھولنا چاہیے اللہ پاک دیتا ہے ۔ ہم سب نے اسی سے لینا دینا ہے ۔ اسی کے آگے ہم سوال کرتے ہیں ۔ یہ کچھ کرلیں ۔ یہ کچھ بھی نہیں کرسکیں گے ۔ یہ سوچ لیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے جتنے عرصے تک دی ہے ۔ ہم کوشش کریں گے اسی سے دعا کرتے رہیں گے کہ جتنے عرصے کے لئے ہمیں دی ہے ۔ ہم اچھی طرح سے لوگوں کی خدمت کریں ۔ اور ان کا یہ کہنا کہ ہم ابھی ادھر سے اٹھا کر ادھر کردیں گے ۔ یہ کچھ نہیں کرسکتے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا مشکور ہوں ۔ کہ شرم و حیا ، کے حوالے سے جو ہماری بحث چلی ہے یہ آگے بڑھتی رہے اور انشاء اللہ مجھے یقین ہے کہ ہم میں کم از کم تھوڑی بہت شرم و حیا آ جائے گی ۔ مہربانی ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر -جناب امداد اعوان صاحب ۔

جناب امداد علی اعوان -شکریہ جناب چیئرمین ! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اس پر بات کرنے کے لئے کچھ وقت دیا۔ اصل میں بات اس وقت کرنا چاہتا تھا جب آفتاب شیخ صاحب نے کچھ عدالت کے ریفرنس سے باتیں کی تھیں ۔ اور جب آغا صاحب نے بڑی جوشیلی تقریر کی ۔ اب ان کے پیچھے ان باتوں کا جواب دینا میں مناسب نہیں سمجھتا ۔ انشاء اللہ میں ان باتوں کا ضرور جواب صدارتی تقریر کرتے ہوئے میں ضرور جواب دوں گا ۔ لیکن دو باتوں پر میں اس ہاؤس کی توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں ۔ اس میں ایک چیز یہ ہے کہ ہماری لیڈرشپ پر ایک یہ الزام لگایا گیا ہے اور لگایا جاتا ہے کرپشن کا ۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں ۔ قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو پر انہوں نے ہزاروں کیس بنائے ۔ لیکن ایک بھی کرپشن کا کیس اس پر ثابت نہیں کرسکے ۔ یہ تاریخ گواہ ہے ایک کیس کرپشن کا مرحوم پر یہ ثابت نہیں کرسکے ۔ ایک loan قائد شہید پر یہ ثابت نہیں کرسکے کہ اس نے کسی بنک سے ایک روپیہ لیا تھا ۔ ایک `loan میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو پر یہ نہیں ثابت کرسکتے کہ اس نے بنک سے ایک روپیہ لیا ہو ۔ اور یہ لوگ وہ بات کررہے ہیں کہ جنھوں نے آٹھ آٹھ ، دس دس ارب روپے ہتھیا لئے ہیں ۔ جو ریکارڈ ہے اور ثبوت ہے ۔ اگر تم کہتے ہو اپنے آپ کو بے گناہ ، تو جاؤ کورٹ میں ، جس طریقے سے ہم نے تین سال بے گناہی میں حکومت سے نکالا گیا ، اتارا گیا ، ہم نے تین سال جس مردانگی سے میری قائد اور میرے دوسرے رفقاء نے جس طریقے

سے ہم نے کورٹ میں جاکر اپنے آپ کو defend کیا ۔ وہ اس پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ۔ تو آپ کیوں کورٹس کے سامنے جانے سے گھبراتے ہیں۔ کیا وجہ ہے اگر آپ چور نہیں ہیں تو آپ کہیں کہ ہم چور نہیں ہیں ۔ ہم اپنے آپ کو defend کرتے ہیں ۔ کیوں کورٹ میں جاکر دنگا بازی کرتے ہیں ۔ کیوں کورٹ کی تم بےعزتی کرتے ہو ؛ دوسرا میں ان کو ذاتی جواب دینا چاہتا تھا ۔ لیکن اب وہ نہیں ہیں ۔ اس لئے میں ذاتیات پر نہیں جاؤں گا ۔ وہ سامنے ہوتے تو میں بالکل کہتا جن لوگوں نے الزام لگایا ہے ۔ میں ہر چیز پر ' میں نے پوائنٹ نوٹ کئے ہیں ۔ میں انشاء اللہ صدارتی خطاب پر بحث کے دوران جواب دوں گا۔

دوسرا ہمارے یہ دوست بار بار کہتے ہیں کہ سائیں کےگھوڑے پل رہے ہیں ۔ کیا کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ اگر وہ کسی بات کا شوقین ہے بھئی یہ تو گھوڑے پل رہے ہیں لیکن آپ تو پتہ نہیں بٹیر اور کیا کیا رکھتے تھے ۔ اور اب بھی رکھتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے ذاتی پیسوں سے خریدا ہوا کوئی گھوڑا رکھ لیتا ہے تو اس میں گناہ کونسا ہے اور آپ کہتے ہیں بارہ کروڑ کا گھوڑا ' بھئی کس ملک میں بارہ کروڑ کا گھوڑا ملتا ہے ؛ جو آپ کےنواز شریف صاحب نے الزام لگایا ہے ۔ کہ بارہ کروڑ کے گھوڑے جو ہیں وہ کھڑے ہیں بھائی آپ مجھے بتائیں کہ کہاں بارہ کروڑ کا گھوڑا مل رہا ہے ۔ یہ کیوں آپ خواہ مخواہ باتیں کرتے ہیں ۔ آپ بات کرتے ہیں رول آف لاء کی ' اور بات لاتے ہیں قرضوں کی ' آپ بات کرتے ہیں رول آف لاء کی ' بات کرتے ہیں گھوڑوں کی ' آج تک آپ ایک پیسہ ثابت نہیں کرسکے کہ ہماری لیڈر شپ نے کسی بنک سے لیا ہو ۔ یا کھا لیا ہو یا معاف کروایا ہو ۔ آپ کو پتہ ہے کہ معین قریشی صاحب کے زمانے میں ایک لسٹ نکلی تھی۔ ایک (book let) نکلی تھی جس میں یہ تھا کہ کن لوگوں نے قرضے کھائے اور کن لوگوں نے معاف کرائے ہیں۔ کن لوگوں کے نام ہیں اس میں؟ سارے ان کے رشتہ دار ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے منظور وٹو کے زمانے میں جو انکوائری کی تھی اس میں کتنا گھپلا ہوا ہے۔ آپ نے بے گناہ لوگوں کو لوٹا ہے۔ آپ نے کوآپریٹیوز میں سکینڈل کئے ہیں۔ آج آپ بات کرتے ہیں کہ بے گناہ مارا جا رہا ہے۔ کسی قانون میں نہیں ہے کہ آپ کسی وقت بھی ' کسی ہالیڈے پر ' کسی جمعہ پر ' 167 CRPC section is very clear آپ جب چاہیں ' جس وقت چاہیں ' اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا وقت پورا ہو رہا ہے تو آپ کسی وقت بھی اس کا ریمانڈ لے سکتے ہیں ۔ آپ قانون دان ہیں ۔ آپ خود جانتے ہیں۔ اس میں ہم نے کونسا گناہ کیا ہے کہ ہم نے اس کو بغیر ریمانڈ کے رکھا تو آپ چلا رہے ہیں۔یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی ۔ آپ بات

کرتے ہیں قانون کی اور قانون خود ہی توڑتے ہیں۔ الزام لگایا ہے میرے دوست نے کہ ججوں کو ایڈہاک پر رکھا ہوا ہے۔ کہاں ہیں ایڈہاک پر؟ ایک سال کے لئے جن کو عارضی طور پر رکھا گیا تھا ان کو کنفرم کیا گیا ہے۔ دوسرے جو ایک سال کے لئے رکھ رہے ہیں وہ جب term پورا ہوگا تو ان کو بھی کنفرم کیا جائے گا۔ کوئی بھی جج ایڈہاک نہیں ہے۔ کوئی جج عارضی نہیں ہے۔ کیوں آپ عدلیہ کو reduce کرنا چاہتے ہیں؟ بے گناہ قتل کیا گیا ہے ہمارے قائد شہید کو۔ It was a judicial murder آپ نے کیا کیا؟ کتنے لوگوں نے جاکر سپریم کورٹ میں ہنگامہ کیا۔ کاش کہ اگر بھنڈر صاحب ہوتے تو میں ان کو جواب دیتا۔انہوں نے ایک الزام لگایا ہے کہ چیف جسٹس کے دفتر میں جاکر کوئی ہنگامہ نہیں ہوا تھا۔ ہاں باہر ہم نے ضرور احتجاج کیا تھا۔ لوگوں نے اپنے آپ کو جلایا۔ لیکن کبھی بھی کسی جج کے دفتر میں جاکر کسی نے بھی بدتمیزی نہیں کی۔ It is a matter of record یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ صرف آج کا نہیں بلکہ ۱۹۷۷ سے لیکر آج تک کا ہے۔ کیا مارشل لاء میں نہیں ہوا تھا؟ کیا یہ لوگ بھول گئے؟ کونسے courts سے سزا ملتی تھی؟ کیا یہ بھول گئے ہیں آج؟ آج ان کو Rule ofLaw بھی یاد آتا ہے۔ عدلیہ کی آزادی کی بات بھی کرتے ہیں۔بڑے افسوس کی بات ہے۔ انشاء اللہ باقی باتیں بعد میں ہوں گی جب یہ دوست سامنے ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Presiding Officer: I think, we have had enough discussion on the point of order.

میں صرف رخصت کی درخواستیں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔رخصت کے لئے پہلی درخواست ہے راجہ ظفر الحق صاحب کی وہ ملک سے باہر ہیں اور انہوں نے 16 تا 20 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دوسری درخواست جناب سرتاج عزیز صاحب کی ہے۔ انہوں نے 19 سے 23 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ملک سے باہر ہیں ۔ اس لئے انہوں نے مورخہ 15 سے 20 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آخری درخواست میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ بابر صاحب کی ہے۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ 15 سے 19 نومبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

This is for information. So, this House is adjourned till tomorrow 9.30 in the morning.

(The House then adjourned to meet again on 20th November, at 9.30 a.m.).